جنوبی پنجاب میں سیکنڈری سکول کی لڑکیوں کا وظیفہ پروگرام:

خواتین کے وقار اور کمیونیٹیز کی اقتصادی ضروریات

کوالیٹیٹو تجزیہ

SPARC

آواز

VOICE & ACCOUNTABILITY PROGRAMME

آواز اور جوابدہی پروگرام

جنوبی پنجاب میں سیکنڈری سکول کی لڑکیوں کا وظیفہ پروگرام:

خواتین کے وقار اور کمیونیٹیز کی اقتصادی ضروریات

کوالیٹیٹو تجزیہ

SPARC

آواز
VOICE & ACCOUNTABILITY PROGRAMME
آواز اور جوابدہی پروگرام

اظہار تشکر

میں سپارک ہیڈ آفس کی مونیٹرنگ ٹیم کو مبارک باد پیش کرتی ہوں اور ساتھ ہی مقامی ٹیم مظفر گڑھ اور بہاولپور کی مقامی ٹیم اور ریسرچ یونٹ سپارک کی بھی مشکور ہوں کہ انہوں ڈیٹا اکٹھا کرنے اور رپورٹ مرتب کرنے میں بھرپور تکنیکی مدد فراہم کی۔

میں فیلڈ میں کام کرنے والی ٹیم کو بھی مبارک باد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے ریسرچ میں شریک لوگوں سے مکمل معلومات اکٹھی کیں۔

ریسرچ میں شامل بچیوں، والدین، سکول سٹاف، سماجی کارکنان اور حکومتی افسران کا تعاون بھی قابل قدر ہے۔

آخر میں، میں ذاتی طور پر DAI-AAWAZ رسپونس فنڈ ٹیم اور خاص طور پر مس صفیہ آفتاب کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے ہر طرح کی تکنیکی اور مالی معاونت فراہم کی۔

سعدیہ حسین

ایگزیکٹو ڈائریکٹر

سپارک

سوسائٹی برائے تحفظ حقوق اطفال (سپارک)

جنوری 2017

اس کتاب کے کسی بھی حصے کے دوبارہ اشاعت کیلئے

سپارک ریسرچ اینڈ کمیونیکیشن ڈیپارٹمنٹ سے رابطہ کریں

ای میل: islamabad@sparcpk.org

سپارک

#98، گلی نمبر 5،

ایم پی سی ایچ ایس، ای-1/11،

اسلام آباد، پاکستان

ای میل: islamabad@sparcpk.org

ویب سائیٹ: www.sparcpk.org

اس کتاب کا PDF دیکھنے کیلئے

ہماری ویب سائیٹ ملاحظہ فرمائیں:

www.sparcpk.org

ریسرچ: سعدیہ حسین

ایگزیکٹو ڈائریکٹر (سپارک)

اس پروجیکٹ کی مالی معاونت DAI-AAWAZ رسپونس فنڈ نے فراہم کی۔

فہرست

مختصر خلاصہ i

تعارف 1

پسِ منظر اور سیاق و سباق: 1

مقاصد: 1

تحقیق کا مقصد اور دائرہ کار: 1

لڑکیوں کے وظیفہ پروگرام سے ملتے جلتے پروگرام کا مطالعہ 3

طریقہ کار 5

ڈیٹا جمع کرنے کے طریقے: 6

فیلڈ ڈیٹا جمع کرنے کی حکمتِ عملی: 8

تحقیق کے نتائج 9

1۔ کمیونٹی سے حاصل کردہ نتائج: 9

2۔ سکولوں سے نتائج: 14

3۔ سی پی اورز سے نتائج اور سرکاری حکام کی وظیفہ کے بارے میں شعور: 19

اختتامیہ اور سفارشات 21

حوالہ جات 24

ضمیمہ 1 25

سروے کے طریقے: 25

ضمیمہ 2 33

کیس سٹڈیزی 33

مختصر خلاصہ

مختلف ترقی پذیر ممالک میں معاشی طور پر مدد سکولوں میں داخلے کی شرح بڑھانے میں اہم کردار رہی ہے۔ بہت سے ملکوں میں لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کے لئے مختلف مراحل میں سکیم متعارف کرائی گئی ہیں۔ تاہم بنگلہ دیش اور پاکستان جیسے ممالک میں وظیفہ خاص طور پر سکولوں میں لڑکیوں کے داخلے اور اندراج برقرار رکھنے کے عمل کے لئے دیا جاتا ہے۔ اس وظیفہ کے لئے ایسے اضلاع کا انتخاب کیا جاتا ہے جہاں لڑکوں کے مقابلے میں لڑکیوں کے سکول میں داخلے اور ان کی تعلیم مکمل کرنے کی شرح نسبتاً کم ہے۔ حکومت پنجاب نے 2013 اسی طرح کی سکیم کا آغاز کیا ہے جس میں سیکنڈری سکول کی عمر کی بچیوں کو چھ سو روپے سہ ماہی وظیفہ دیا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لئے جنوبی پنجاب کے 12 ایسے اضلاع کو منتخب کیا گیا جہاں متعدد آگاہی کی مہمات کے باوجود سکولوں میں لڑکیوں کے اندراج کی شرح میں کوئی بہتری نہیں ہوئی تھی۔ سکیم نے صرف دو ہی برس میں اتنے خوش آئند نتائج دیئے کہ پنجاب حکومت نے وظیفہ کی رقم چھ سو روپے سے بڑھا کر ایک ہزار روپے کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس اضافے کی ایک وجہ والدین کا مسلسل مطالبہ بھی تھا کہ وہ چاہتے ہیں کہ وظیفہ کی رقم سے روزمرہ کی ضروریات پوری کرنے میں بھی مدد ملے۔

اس سکیم کے بنیادی امدادی اداروے یعنی ورلڈ بینک اور یونیسیف کے زیرِ نگرانی (اس سکیم کے تحت داخلے کے اثرات کا) جائزہ لیا جا چکا ہے۔ اس تحقیقی مطالعہ کا مقصد یہ تھا کہ وظیفہ کی رقم میں اضافے کے اثرات کو جانچا جائے اور اس امر کا اندازہ لگایا جائے کہ اس اضافے سے وہ کون سی گھریلو اشیاء یا سکول کی ضروریات ہیں جو کہ ان کی دسترس میں آ گئی ہیں اور جن کے نہ ہونے سے لڑکیاں یا تو سکول میں داخلہ نہیں لے سکتی تھیں یا پھر سکول چھوڑنے پر مجبور ہو جاتی تھیں۔ گو کہ لڑکیوں کے سکول داخلے کی شرح میں وظیفہ جیسی سکیموں کا مثبت اثر جامع جائزوں سے لگایا جا سکتا ہے مگر اس مطالعے سے ان اضافی داخلوں کو ایک اور نقطہ نظر سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اس تحقیقی مطالعے کے شرکاء میں والدین، برادری ممبران، وصول کنندہ اور غیر وصول کنندہ، طالبات، سکول کا عملہ، بنیادی کمیونٹی کی تنظیمیں اور سرکاری افسران شامل ہیں اور ان کے نقطہ نظر سے اس سکیم کی افادیت کو اُجاگر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ مطالعہ بنیادی طور پر ان اشیاء پر توجہ مرکوز کرتا ہے جو ان لڑکیوں کے والدین کی دسترس میں اس وظیفے کی وجہ سے آ گئی ہیں۔

واضح رہے کہ اس مطالعہ سے یہ بھی اندازہ ہوا ہے کہ وصول کنندہ لڑکیوں کے خاندان والے وظیفے کی رقم کو لباس اور راشن کے اخراجات کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ چونکہ رقم بہت زیادہ نہیں ہے اس لئے بچت نہیں ہوتی۔ سکول میں نقل و حمل کے لئے وظیفہ کا استعمال بہترین کھپت ہے اور یہی وہ واحد ذریعہ ہے جس کو وظیفہ کی رقم سے کم و بیش پورا کیا جا سکتا ہے۔ دیہی اور شہری دونوں جگہ سکول تک آنا جانا لڑکیوں کی تعلیم میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ نقل و حمل کے علاوہ کچھ لڑکیوں کو وظیفہ کی رقم سے سکول کی سٹیشنری، کاپیاں اور یونیفارم بھی دلایا جا سکتا ہے۔ سروے کے کئی شرکاء نے یہ ذکر کیا ہے کہ وظیفہ کی رقم سے صحت اور صفائی کی اشیاء کی خریداری کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس تحقیق سے معاشرے میں لڑکیوں کے وقار اور خودمختاری پر وظیفے کی رقم سے پڑنے والے مثبت اثرات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

سروے کے شرکاء نے کمیونٹی کے رویے میں تبدیلی کا ذکر کیا اور بتایا کہ یہ فرق بہت واضح نہیں ہے۔ سرکاری محکموں کے افسران اور سماجی تنظیموں کے ممبران کا خیال تھا کہ کمیونٹیز متحرک ہو رہی ہیں اور تعلیم کی طرف ان کی سوچ خوش آئند ہے۔ اس صورت حال سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے خواتین کو با اختیار بنانے کے لئے زیادہ بیداری سے متعلق معلوماتی پروگراموں کو استعمال کرنے کی ضرورت ہے تا کہ حالات میں مزید بہتری آئے۔ تحقیق میں وظیفے کی ادائیگی میں تاخیر پر روشنی ڈالی گئی ہے، جس کی بدولت لڑکیوں کے داخلوں میں بہتری نہیں ہو سکی اور سکول یا گھر دونوں جگہ ان کے حالات نہیں بدل سکے۔

بعض وصول کنندہ لڑکیوں نے اعتماد سازی کے آثار دکھائے ہیں تاہم وہ علاقے جہاں وظیفے میں بڑے پیمانے پر تاخیر ہوئی ہے وہاں لڑکیوں میں اس سکیم کے فوائد کے بارے میں اضطراب پایا گیا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ وظیفے سے متعلق معلومات اور شکایات کا طریقہ کار پر کمیونٹی کے ممبران سے بات چیت کی جائے خصوصی طور پر ضلع بہاولپور میں جہاں لوگوں کو وظیفہ کی بنیادی شرائط کے بارے میں علم نہیں تھا۔ نتیجتاً لڑکیوں کی ایک بڑی تعداد وظیفہ حاصل کرنے سے محروم ہے۔ اُمید کی جاتی ہے کہ اس قسم کے تحقیقی مطالعہ سے کسی بھی گرانٹ یا وظیفے کا ردِ عمل صرف سکولوں میں داخلوں میں اضافہ ہی نہیں، بلکہ اس کے دور رس اثرات کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔ کچھ ایسے ضروری عوامل کی نشاندہی ہو گی جن کا احاطہ سکیم کا منصوبہ تیار کرتے ہوئے غیر ارادی طور پر نہیں کیا گیا، تاہم یہ عوامل منتخب کمیونٹیز میں کلی تبدیلی لا سکتے ہیں۔

تعارف

پسِ منظر اور سیاق وسباق:

سپارک حقوق پر مبنی غیر سرکاری تنظیم ہے جو 1992 سے ایسے موضوعات پر کام کر رہی ہے جن کا تعلق نوجوان لڑکیوں، عورتوں، تعلیم، لڑکیوں کے حقوق، عورتوں کے حقوق، بچوں کے حقوق، بچوں سے جبری مشقت، نوعمروں کے نظام انصاف اور عورتوں اور بچوں کے خلاف تشدد سے ہے۔ تنظیم نے وفاقی اور صوبائی سطح پر اہم اداروں کے ساتھ لابنگ کر کے اہم قانون سازی میں سہولت فراہم کرنے کے لئے بڑے پیمانے پر کردار ادا کیا ہے۔

یہ منصوبہ پنجاب کے ایک اہم مسئلہ پر روشنی ڈالتا ہے، جس کے تحت حکومت کی حالیہ داخلہ مہم پر توجہ کے باوجود صوبے کی 6.8 ملین لڑکیاں سکول سے باہر ہیں۔ 11 سے 16 سال تک کی بچیوں میں یہ مسئلہ مزید گھمبیر ہے کیونکہ مڈل اور سیکنڈری سکول میں بچیوں کے داخلے کی شرح لڑکوں کے مقابلے میں نصف ہے اور جنوبی پنجاب کے 15 اضلاع میں پرائمری کے بعد لڑکیوں کی تعلیم حاصل کرنے کی شرح لڑکوں کے مقابلے میں نمایاں حد تک کم ہے۔

(Ref www.sparcpk.org/2015/whatwedo.html)

حکومت پنجاب نے 2013 میں ثانوی اور مڈل سکولوں میں داخل لڑکیوں (عمر 16-11 سال) کو نقد وظیفہ فراہم کرنے کا پروگرام پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام (PESRP) کے تحت شروع کیا ہے۔ اُمید کی جاتی ہے کہ لڑکیوں کے سکولوں میں داخلے کی شرح کے بڑھنے سے صنفی برابری کے ساتھ خواتین کے وقار میں بھی اضافہ ہو گا۔ ایک مناسب وظیفہ کا کم شرح خواندگی والے منتخب 16 اضلاع میں سکول جانے والی کم عمر لڑکیوں کے لئے سہ ماہی بنیادوں پر اعلان کیا گیا تھا۔

Ref:http//www.pesrp.edu.pk

یہ رقم حال ہی میں (2016) میں چھ سو روپے سے ایک ہزار روپے تک اضافی وظیفہ کے طور پر افراطِ زر کی بڑھتی ہوئی شرح اور منتخب اضلاع کے والدین کے مطالبات کو پورا کرنے کے لئے بڑھائی گئی ہے۔:

Ref:Cchildren Joining Schools will Get Stipends CM, Express Tribune, May 4, 2016

مقاصد:

مطالعہ کا بنیادی مقصد وظیفہ سے گھریلو کٹی (بجٹ) میں اضافہ کے سماجی اثرات کا جائزہ لینا تھا۔ مظفر گڑھ اور بہاولپور کے مجوزہ اور ہدف بنائے گئے اضلاع میں سپارک کی تحقیق کا مجموعی مقصد مندرجہ ذیل نکات پر مشتمل تھا:

- گھریلو بجٹ پر پائلٹ تائیدی وظیفہ پروگرام جو کہ ابتدائی طور پر چھ سو روپے سہ ماہی تھا اور بڑھا کر ایک ہزار روپے سہ ماہی کیا گیا کا موازنہ کرنا۔ ہدف کا گروپ مظفر گڑھ اور بہاولپور میں (6-8) جماعت میں پڑھنے والی نوعمر لڑکیوں اور ان کے 30 خاندانوں پر مشتمل تھا۔ جبکہ مجوزہ مطالعہ کی مدت 2 ماہ تھی۔
- اس پروگرام کے آغاز سے عورتوں کے مقام میں اضافی امداد کی وجہ سے کوئی تبدیلی (اگر آئی ہے) کا اندازہ لگانا۔
- اس پروگرام کے آغاز سے ضلع بہاولپور اور مظفر گڑھ میں ہدف شدہ سکولوں اور کمیونٹیز میں اس رقم تک لڑکیوں کی رسائی جائزہ لینا۔
- ضلع بہاولپور اور مظفر گڑھ میں پروجیکٹ کے آخری دو مہینوں میں کم عمر لڑکیوں کے لئے اضافی تائید وظیفہ کی فراہمی کے لئے لابی کرنا۔

تحقیق کا مقصد اور دائرہ کار:

منصوبے کے اضلاع بہاولپور اور مظفر گڑھ کے 30 خاندان کو چنا گیا اور مڈل اور ثانوی سکولوں میں پڑھنے والی کم عمر لڑکیوں کے گھریلو بجٹ پر وظیفے کی رقم کے اثرات اور اس کے استعمال کا جائزہ لیا گیا۔ اس امر کی بھی تحقیق کی گئی کہ حالیہ اضافے چھ سو سے ایک ہزار روپے سے ان خاندانوں میں کیا تبدیلی رونما ہوئی ہے۔ اس اضافے کا نوٹیفیکیشن 2016 کی آخری سہ ماہی میں آیا اور اُمید کی جاتی ہے کہ یہ مطالعہ تمام اسٹیک ہولڈرز خصوصاً پنجاب حکومت کے لئے وظیفہ کی بدولت ہونے والی اقتصادی ترقی

اوراس کے اثرات کے بارے میں معلوماتی کردار ادا کرے گا۔ یہ وظیفہ پی ای ایس آر پی کے تحت دیا جاتا ہے۔

Ref:http://www.pesrp.edu.pk/

وظیفہ پالیسی کا ایک بنیادی مقصد یہ بھی تھا کہ منتخب کمیونٹیز میں وظیفہ کی وجہ سے لڑکیوں کی تعلیم اور ان کی سماجی حیثیت کے بارے میں رائے کی تبدیلی کا مطالعہ کیا جائے۔ شہادتوں کی بنیاد پر مطالعہ اور بعدازاں متعلقہ محکموں اور اسٹیک ہولڈرز سے لابی کے نتیجے میں اُمید کی جاتی ہے کہ اضافی وظیفے کے لئے باقاعدہ امداد حاصل ہو جائے گی۔ اس سال اس وظیفے کی ترسیل میں طویل تاخیر نے بہاولپور اور مظفر گڑھ میں داخلوں کی شرح پر بہت بُرا اثر ڈالا ہے۔ اس لابی کی مشق سے براہ راست دونوں اضلاع میں مکمل طور پر تقریباً 55,000 مڈل اور سیکنڈری سکولوں کی لڑکیوں کو فائدہ ہوگا۔ تاہم چونکہ جنوبی پنجاب میں وظیفہ کی پالیسی کے لئے تمام 15 منتخب اضلاع کے شماریات آبادی، معاشی اور سماجی صورت حال تقریباً ایک جیسے ہیں۔ اس لئے مجوزہ منصوبے سے بالواسطہ طور پر تمام 380,000 کم عمر لڑکیوں کو فائدہ پہنچنے کی توقع ہے۔ فائدہ اُٹھانے والی لڑکیوں کی تعداد کا اندازہ پی ای ایس آر پی کی طرف سے لگایا گیا ہے۔ Ref:http://www.pesrp.edu.pk/

بالواسطہ فائدہ اُٹھانے والوں میں مندرجہ ذیل شامل ہیں۔

- اقوام متحدہ کے پائیدار ترقی کے اہداف اور (EFA) تعلیم سب کے لئے کے ہدف کے حصول کے ذریعے دو ضلعی تعلیمی محکمے اور صوبائی حکومت پنجاب
- عالمی بینک اور وظیفہ امداد میں سرمایہ کاری کرنے والی امدادی ایجنسی۔
- ترقیاتی موضوع پر معلومات حاصل کرنے والی این جی اوز۔
- شہادتوں کی بنیاد پر معلومات کے حاصل کرنے والی پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا۔
- خواتین کو بااختیار بنانے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے والا خواتین کی ترقی کا محکمہ۔
- سماجی اثرات کے بارے میں معلومات ملنے کی وجہ سے محکمہ سماجی بہبود۔
- منتخب اضلاع میں سماجی تبدیلی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی وجہ سے اقتصادی اموری وزارت۔
- گاہکوں کے اطمنان کے بارے میں سیکھنے سے کارڈ کے ذریعے وظیفہ کی ترسیل کا نظام۔

بہاولپور اور مظفر گڑھ سمیت 15 منتخب اضلاع میں سے 5 میں 2008 سے بغیر پیشگی اطلاع کے وظیفہ کی ترسیل میں تاخیر کی اطلاع ملی ہیں۔ Ref. Children (Joining school will get stipend: CM Express Tribune, May 4, 2016) بنیادی طور پر یہ تحقیقی مطالعہ 16-11 سال تک کی عمر لڑکیوں پر مرکوز تھا۔ مندرجہ بالا مقاصد کے علاوہ لڑکیوں کی تعلیم کے بارے میں رائے اور خواتین کی سماجی حیثیت میں تبدیلی کا تعین بھی اس تحقیقی مطالعہ کا مقصد تھا۔ اس تحقیق کو لابی کرنے کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے تاکہ تاخیر کی وجوہات کی نشاندہی کے بعد وظیفے کی ترسیل کو باقاعدہ بنایا جائے۔ اس مقصد کے لئے حکومتی تعلیمی عہدیداران کے لئے بنائے گئے سروے اور انٹرویو کے طریقے کو استعمال کر کے تاخیر کی وجوہات سمجھی جاسکتی ہیں۔

لڑکیوں کے وظیفہ پروگرام سے ملتے جُلتے پروگرام کا مطالعہ

ثانوی تعلیم کسی بھی قوم کی ترقی میں اہم سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے، اس سے معیشت میں فعال شرکت، شہری مہارت اور سماجی ہم آہنگی کے مواقع ملتے ہیں۔ اضافی مدد کے طور پر ثانوی تعلیم تک رسائی میں اضافہ یہ ممکنہ طاقت رکھتا ہے کہ لڑکیوں کو سماجی اخراج سے محفوظ رکھ سکے۔ لڑکیوں کی صنفی ذمہ داریوں نے انھیں مکمل معاشی اور سماجی شرکت سے دور رکھا ہوا ہے۔

Ref: Review of the Bangladsh Female Secondary School Stipend Project Using a Social Exclusion Framework, 2007

تحقیقی سوالات اور موجودہ تحقیق کے منصوبے کے لئے اعداد و شمار جمع کرنے کے طریقے کے لئے جس پروجیکٹ کا مطالعہ کیا گیا وہ جنوبی افریقہ سے تھا۔ جنوبی افریقہ میں بچوں کی امداد گرانٹ (سی ایس جی) سب سے پہلے ریاستی حکومت کی طرف سے 1998 میں شروع کی گئی تھی۔ یہ جنوبی افریقہ میں سماجی تحفظ کا اہم پیمانہ ہے۔ یہ نہ صرف جنوبی افریقہ کا سب سے بڑا سماجی رقم کی منتقلی کا پروگرام ہے بلکہ حکومت کی سب سے کامیاب سماجی تحفظ کی مداخلت بھی ہے۔ متعدد مطالعاتی پروگراموں نے اس ثبوت کو مزید تقویت دی ہے کہ غُربت کو کم کرنے اور انسانی سرمایہ کی ترقی میں سی ایس جی نے اہم کردار ادا کیا ہے۔

Ref. The South Africa Child Support Grant Impact Assessment, May 2012, pg.v

اس تحقیق کے نتائج غذائیت، تعلیم اور صحت کے نتائج کو فروغ دینے میں سی ایس جی کے مثبت اثرات کی شناخت کرتے ہیں۔ ابتدائی وصولی نمایاں طور پر سی ایس جی کے اثرات کے علاقوں کی نشاندہی کرتا ہے، لوگوں پر سرمایہ کاری کر کے غُربت کے اثرات کو کم کرنا، بہتر صنفی نتائج کو فروغ دینا اور عدم مساوات کو کم کرنا ہے۔ مطالعہ سے یہ بھی اندازہ ہوا کہ جو نوعمر بچے سی ایس جی وصول کرتے ہیں وہ مثبت تعلیمی نتائج کے حامل ہوتے ہیں اور کسی حد تک ان میں بچوں سے مشقت کا امکان کم ہوتا ہے اور وہ ایسے کاموں میں نہیں پڑتے جس سے ان کی صحت اور زندگی کو شدید خطرہ ہو۔

Ref. The South Africa Child Support Grant Impact Assessment, May 2012, Pg v.

2003 میں بنگلہ دیش میں کیے گئے ایک مطالعہ "بنگلہ دیش میں خواتین ثانوی سکول وظیفہ پروگرام" کے مطابق لڑکیوں کو تعلیم کا حق حاصل کرنے کے لئے برادریوں کے اندرگئی رکاوٹوں کو عبور کرنا پڑا۔ لڑکیوں کو اکثر اپنے مستقبل پر محدود اختیار ہوتا ہے۔

کم عمری کی شادی ایک حقیقت ہے اور خاندان اس سے حاصل ہونے والے سماجی اور اقتصادی فوائد کی وجہ سے اس طرف راغب ہوتے ہیں۔ بنگلہ دیش اور افغانستان میں 50 فیصد سے زیادہ لڑکیوں کی شادی اٹھارہ سال کی عمر تک ہو جاتی ہے۔ کم عمری میں حمل کی وجہ سے لڑکیوں کی تعلیم کا عمل رک جاتا ہے۔ لڑکیاں گھریلو ذمہ داریوں کی وجہ سے بھی سکول جانا چھوڑ دیتی ہیں۔ لڑکیوں کے سکولوں کے معیار کے بارے میں بھی امتیازی رویہ پایا جاتا ہے اور والدین بیٹیوں کی تعلیم کے اخراجات کے بارے میں بھی امتیاز برتتے ہیں۔

Ref. Female Secondary School Stipend Program in Bangladesh. A Critical Asessment in Bangladesh. 2003

بنگلہ دیش میں خواتین سیکنڈری سکول وظیفہ پروجیکٹ، سماجی اخراج کے فریم ورک میں 2007 سے لی گئی معلومات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس وظیفہ پروگرام نے ثانوی سکولوں میں لڑکیوں کے داخلوں میں اضافے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ البتہ کم عمری کی شادی کو ختم کرنے، لڑکیوں کو بااختیار بنانے اور روزگار کے مواقع بڑھانے پر وظیفے پروگرام کے اثرات کے بارے میں سوالیہ نشان ہیں۔ اس تجزیہ نے اس پروجیکٹ کو سماجی اخراج کے فریم ورک کے ذریعے جانچا ہے کہ آیا اس سکیم سے لڑکیوں کی صلاحیتوں اور معاشرے میں ان کی شرکت کی سطح میں اضافہ ہوا ہے۔ اس سماجی اخراج کے فریم ورک میں ان رکاوٹوں کو جانچا ہے جو لڑکیوں کو درپیش ہیں اور اس امر کا اندازہ بھی لگایا ہے کہ یہ پالیسی ان رکاوٹوں کو عبور کرنے میں کس حد تک کامیاب رہی ہے۔

اسی طرح ''بنگلہ دیش میں خواتین ثانوی سکول وظیفہ پروگرام ایک اہم تشخیص'' کا مطالعہ بتاتا ہے کہ بنگلہ دیش میں خواتین ثانوی سکول وظیفہ پروگرام ایک تجربہ کے طور پر 1982 میں ایک سب ضلاع میں مقامی این جی او نے یوایس ایڈ کی مالی معاونت سے ایشیا فاؤنڈیشن کی نگرانی میں شروع کیا تھا۔ 1984 ایک اور سب ضلاع اس میں شامل کرلیا گیا اور 1992 تک اس میں سات اضلاع شامل ہوگئے اور اس کی پروگرام کی مالی معاونت کا بیڑا نوریڈ نے اُٹھالیا۔ وظیفہ پروگرام (ایف ای ایس پی) کے نام سے جولائی (1992۔دسمبر 1996) تک نوریڈ کے عمومی تعلیمی پراجیکٹ کے تحت چلتا رہا۔ اس پائلٹ پراجیکٹ کا تجربہ نہایت کامیاب سمجھا جاتا ہے کیونکہ جتنے وظیفے دینے کی اُمید تھی اس سے کہیں زیادہ وظیفے ادا ہوئے اور وظیفہ کے وصول کنندہ سکولوں کی تعداد چار سال میں 12 فیصد بڑھ گئی۔

مختلف دستاویزات کے جائزے سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ اس پروجیکٹ کی کامیابی سے متاثر ہوکر بنگلہ دیشی حکومت نے جنوری 1994 میں ثانوی سکول (درجہ 6-10) کی طالبات کے لئے عالمی بینک، ایشین ڈویلپمنٹ بینک اور نوریڈ کے تعاون سے ملک بھر کے چار سو ساٹھ سب اضلاع میں وظیفہ سکیم ''خواتین وظیفہ پروگرام'' کے نام سے متعارف کروائیں۔ آج کل ہائیر سکینڈری (درجہ گیارہ۔بارہ) کی طلباء کو بھی وظیفہ دیا جارہا ہے۔ اس پروگرام کا ابتدائی مقصد ثانوی تعلیم تک رسائی میں صنفی تفریق کو کم کرنا تھا۔ اس مقصد کے حصول کے بعد اب یہ پروگرام اپنے دوسرے ہدف پر منتقل ہوگیا ہے۔ دوسرے مرحلے میں زور ثانوی تعلیم کے معیار کو بہتر بنانے اور مالیاتی استحکام پر ہے۔ اس پروگرام کو ''اس طرح دنیا کا اولین پروگرام'' قرار دیا گیا ہے اور اس سے اہم سبق سیکھنے کی بات یہ ہے کہ آیا رویے اور اقدار کو تبدیل کرنے میں پروگرام کے اثرات اتنے گہرے ہوسکتے ہیں کہ مالی مدد کے بغیر بھی چل سکے۔ (WB 1999, pp 17)

ایف ای ایس پی کے طویل مدتی مقاصد میں خواتین کی صلاحیتوں کو اجاگر کر کے بنگلہ دیش کی سماجی اور اقتصادی ترقی میں فعال کردار ادا کرنے کے قابل بنانا ہے۔ اس سے غُربت میں کمی آئے گی اور صنفی عدم مساوات کے خاتمہ سے عورتوں کے وقار میں اضافہ ہوگا۔ پڑھی لکھی لڑکیاں تاخیر سے شادی کریں گی اور مانع حمل طریقوں کے استعمال سے آبادی میں اضافہ کو قدرے کم کریں گی۔ حکومت بنگلہ دیش کے ایف ای ایس پی منصوبے کے بیان کردہ مقاصد، منصوبے کی دستاویز کے مطابق مندرجہ ذیل ہیں:
(FESP at a glance, Third Revision, pp4)

a۔ ثانوی سطح میں طالبات کی شرح کو بڑھانا اور برقرار رکھنا اور اس طرح خواتین کی تعلیم کو فروغ دینا۔

b۔ وصول کنندہ لڑکیوں کو سیکنڈری سکول سرٹیفکیٹ کی تکمیل یا پھر اٹھارہ سال کی عمر تک پہنچنے تک شادی سے باز رہنے کی حوصلہ افزائی سے آبادی میں اضافہ کو کم کرنا۔

c۔ سماجی و اقتصادی ترقی کی سرگرمیوں میں خواتین کی شمولیت میں اضافہ کرنا۔

d۔ غُربت کے خاتمے کے لئے خواتین کے خود روزگار میں اضافہ۔

e۔ معاشرے میں خواتین کی حیثیت کو بہتر بنانے میں مدد کرنے۔

f۔ ملک بھر میں سب اضلاع کے درجے پر عمل کی حمایت اور اعتماد سازی کے ذریعے ثانوی اعلیٰ تعلیم کے ڈائریکٹوریٹ کو مضبوط بنانا۔

وظیفہ پروگرام کی طرف لوگوں کا ردِعمل بہت مثبت تھا جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ پہلے سال میں وصول کنندہ لڑکیوں کی تعداد دوگنی ہوگئی اور اگلے سال یہ تعداد 50 فیصد سے زیادہ بڑھ گئی۔ اس سے حکومت پر پروجیکٹ کو وسعت دینے کے لئے دباؤ بڑھ گیا۔

وظیفہ کی رقم تمام جماعتوں کے لئے یکساں ہے اور براہِ راست اخراجات کا صرف ایک حصہ کو پورا کرتی ہے۔ اس لئے غیر ارادی طور پر وہ طالبات جو کہ معاشرے کے غریب ترین طبقے سے تعلق رکھتی ہیں وہ وظیفے کے باوجود تعلیم جاری نہیں رکھ پاتیں۔ یہ امر وظیفہ کے مقاصد کے خلاف جاتا ہے۔ وظیفے کا بنیادی مقصد معاشرے کے تمام افراد کو تعلیم تک رسائی دینا ہے۔ یہ پروگرام پسماندہ علاقوں کی لڑکیوں تک تعلیم کی سہولت نہیں پہنچا سکا، کیونکہ ان علاقوں میں تعلیمی اداروں پر نجی سرمایہ کاری کم ہے۔ وظیفے کی رقم دو سو پچاس ٹکہ سے بڑھا کر پانچ سو ٹکہ کرنے کے علاوہ عطیہ دہندگان زیادہ غریب لڑکیوں کے لئے مزید مراعات کی طرف توجہ نہیں دے رہے۔ زیادہ غریب افراد کی بابت فیصلہ سازی کرنے کے لئے ضروری ہے کہ افراطِ زر کی بڑھوتی اور غرباء کی سکت کو مدِنظر رکھا جائے۔ ان عوامل کو پیشِ نظر رکھے بغیر یہ پتہ ہرگز نہیں لگایا جاسکتا کہ وظیفہ کی سہولت کے باوجود کچھ لڑکیاں اب بھی سکول نہیں جاتیں۔ دوسری طرف عطیہ دہندگان اس امر پر غور کررہے ہیں کہ وظیفہ کی رقم سب کے لئے ایک جیسی نہ رکھی جائے بلکہ اس کا ہدف زیادہ ضرورت مندوں کو بنایا جائے تا کہ سکیم کو مالی استحکام ملے۔

اس پروگرام نے عورتوں کی ثانوی تعلیم پر کمیونٹی کے رہنماؤں اور عام آبادی کے رویہ میں مثبت تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ یہ تبدیلی ایسے معاشرے میں بہت بڑی کامیابی ہے جو خواتین کو مساوی حقوق نہیں دیتا اور جہاں ثانوی تعلیم میں سرمایہ کاری کے بہتر نتائج نہیں ملے۔

اسی تحقیق کے جائزے سے معلوم ہوا ہے کہ وظائف کو زیادہ پائیدار بنانے کے لئے ضروری ہے کہ وظیفے کو وسیع تر بنیادی تبدیلی اور ترسیل کی کارکردگی سے منسلک کیا جائے۔

پراجیکٹ کی پائیداری میں دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ آیا وظیفے کی غیر موجودگی میں والدین لڑکیوں کو سکول بھیج سکیں گے۔ امدادی اداروں نے اس مسئلے کو مناسب توجہ نہیں دی لیکن حکومت کا وظیفہ سکیم سب کے لئے کو جاری رکھنے کا یہ بنیادی محرک ہے۔

مختلف تحقیقات کے جائزے کے دوران ایس ڈی پی آئی کی طرف سے خیبر پختونخوا میں 2013 میں منعقد ہونے والی مطالعاتی مہم میں سیکنڈری سکول کی طالبات میں وظیفہ سکیم کا مُثبت اور سماجی اثرات کا تجزیہ میں سے کچھ نتائج اخذ کئے گئے جو مندرجہ ذیل ہیں:

- خاندان کی آمدنی میں 1 فیصد اضافہ خواتین کی تعلیم کے امکانات کو 0.3 فیصد بڑھا دیتا ہے۔
- تعلیم سے متعلق سماجی اور اقتصادی بیداری سے خواتین کی تعلیم کے امکانات 5.2 فیصد بڑھ جاتے ہیں۔
- ایک گھر کے بہتر اقتصادی حالات خواتین کی تعلیم کے امکانات کو 4.7 فیصد بڑھاتا ہے۔
- علاقے کے بہتر اقتصادی حالات خواتین کی تعلیم کے امکانات کو 1.1 فیصد بڑھاتا ہے۔

اوپر دیئے گئے مطالعہ میں اس امر کو اُجاگر کیا گیا ہے کہ وظیفے کی رقم ان سکولوں تک نہیں پہنچ پاتی جو کہ تنازعات کی زد میں ہیں یا رسائی کے مسائل والے علاقوں میں ہیں۔ محرومیت سے گھرے ہوئے گھرانوں کے مسائل کو حل کرنا ایک چیلنج ہے۔ لڑکیوں کو وظیفہ دینے کے بین الاقوامی تجربات کی روشنی میں حکومتِ پنجاب نے 2013 میں مڈل اور ثانوی درجہ کی طالبات کو پی ای ایس آر پی کے تحت وظیفہ دینے کا پروگرام متعارف کروایا۔ اس منصوبے کا مقصد (گیارہ۔سولہ) سال تک کی لڑکیوں کے سکولوں میں داخلے کی شرح کو بڑھانا، صنفی مساوات بڑھانا اور خواتین کے وقار میں اضافہ کرنا تھا۔ ایک معیاری وظیفہ کم شرح خواندگی والے سولہ اضلاع میں رہنے والی نوعمر لڑکیوں کے لئے سہ ماہی بنیاد پر اعلان کیا گیا تھا۔ Ref. http://www.pesrp.edu.pk/

حال ہی میں اس رقم کو 600 روپے (2013) سے بڑھا کر 1000 روپے (2016) کر دیا گیا ہے اور یہ اضافی وظیفہ کہلاتا ہے۔

Ref.Children Joining Schools will get stipends: CM Express Tribune, May 4 2016

طریقہ کار

منصوبے کو عملی کی تحقیق کے آلات کے ڈیزائن اور واقفیت کے ساتھ شروع کیا گیا تھا۔

سپارک نے اس چار ماہ کے منصوبے کے پہلے نصف وقت میں تحقیقی مطالعہ کیا جس میں بہاولپور اور مظفرگڑھ میں ہدف کی گئی لڑکیوں کے خاندانوں پر مندرجہ بالا پہلوؤں پر اثرات کی نشاندہی کی گئی۔ اس تحقیق میں معلومات جمع کرنے کے مندرجہ ذیل طریقے اپنائے گئے۔

- ایف جی ڈی۔۔۔۔گروپ میں توجہ مرکوز بات چیت
- آئی ڈی آئی۔۔۔۔تفصیلی انٹرویو
- کے II ۔۔۔کلیدی انٹرویو

کیس سٹڈی: سابقہ وظیفے (600 روپے) کا وصول کنندہ خاندانوں کی اقتصادی صورت حال پر کیا فرق پڑا تھا۔ وظیفے کی رقم کے بڑھنے سے کون سی اضافی اقتصادی ضروریات پوری ہو رہی ہیں۔ یہ تحقیق سپارک کے تحقیقاتی یونٹ نے سپارک بہاولپور اور سپارک مظفرگڑھ کے دفاتر نے اکٹھے مل کر کی۔ یہ تحقیق سپارک کی ایگزیکٹو ڈائریکٹر کی براہِ راست نگرانی میں ہوئی۔

اس تحقیق میں ان تمام اسٹیک ہولڈرز کو ملوث کیا گیا ہے جو لڑکیوں کے سکول میں داخلے اور وظیفے کی ترسیل سے منسلک ہیں۔ان میں والدین ،لڑکیاں ،سکول پرنسپل ،اساتذہ اور ضلعی اور صوبائی تعلیمی محکموں کے عہدیداران ،کمیونٹی کے ارکان اور کمیونٹی پر مبنی ترقیاتی تنظیمیں وغیرہ ۔جنھوں نے سماجی اور کچھ حد تک ان کمیونٹیز کے معاشی حالات کا تجزیہ کیا ہے۔

تحقیق کے سوالات

مندرجہ ذیل سوالات جنوبی ایشیا میں اسی طرح کے مطالعہ کا جائزہ لینے کے بعد وضع کئے گئے ہیں۔ان سوالات کے تجزیہ سے تحقیق کا فریم ورک تیار کیا گیا۔

1۔ گھرانوں/خاندانوں کے بجٹ (کُل) میں مجموعی طور پر کیا تبدیلیاں آئی ہیں؟
2۔ وظیفے کی اضافی رقم کے نتیجہ میں مستقبل کے تخمینے اور اخراجات کیا ہیں؟
3۔ مدد کی گئی کمیونٹیز میں عورتوں کی حیثیت اور ان کے وقار میں کیا تبدیلیاں محسوس ہوئی ہیں؟
4۔ گھریلو سطح تک خواتین کی رسائی اور فیصلہ سازی میں ان کے اختیار کو وظیفے نے کس طرح متاثر کیا ہے؟

تحقیق کا خاکہ:

مطالعہ کے دائرہ کار کو نظر میں رکھتے ہوئے لڑکیوں کے وظیفہ کے سماجی اثرات کو چار بڑی اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1: لڑکیوں کے وظیفہ کے سماجی اثرات کی بڑی اقسام

ڈیٹا جمع کرنے کے طریقے:

تحقیقی مطالعہ میں کوالیٹیٹو ڈیٹا کو جمع کرنے کے طریقے جن میں ایف جی ڈیز، انٹرویو اور کیس سٹڈی شامل ہیں کو استعمال کرتے ہوئے سماجی اور اقتصادی رجحانات پر وظیفہ کے اثرات کا اندازہ لگایا گیا۔اس مشق سے مختلف ثقافتی/مذہبی عوامل، رسائی کے مسائل اور اقتصادی عوامل پر وظیفہ کے اثرات کی تحقیق کی گئی۔تحقیق کے آلہ جات ضمیمہ 1 میں منسلک ہیں۔

تحقیق میں استعمال ہونے والے طریقوں کا مختصر خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔

1: شریک والدین اور لڑکیوں کے ساتھ توجہ طلب چیزوں پر بحث (ایف جی ڈی)

والدین اور لڑکیوں کے خیال میں وہ کون سے عوامل ہیں جو وظیفہ سکیم سے متاثر ہوتے ہیں۔اس کے بارے میں معلومات کے لئے سیمی سٹرکچرڈ سوالنامے بنائے گئے تھے۔ سوالنامے کے ذریعے وظیفہ کی وجہ سے لڑکیوں کی معاشرے میں حیثیت کی تبدیلی اور تعلیم کے حق کے بارے میں والدین کے شعور کا تعین کیا گیا۔سوالنامے میں سیمی سٹرکچرڈ اور اوپن اینڈڈ سوالات شامل کر کے مندرجہ بالا موضوعات پر ٹھوس معلومات جمع کی گئیں۔سکول میں داخل لڑکیوں کے والدین سے وظیفہ پروگرام کے بارے میں کوالیٹیٹو جائزے کے اثرات کا جائزہ لینے کی نیت سے سوال کئے گئے۔ایف جی ڈی سے اُبھر کر سامنے آنے والے اہم رجحانات کے بارے میں جوابات انہی گروپوں سے حاصل کئے گئے۔تمام سوالات کے جوابات گروپ کے ارکان نے اکٹھے بحث کے بعد منتخب کئے۔کچھ جوابات پر اتفاق رائے بھی تھا جبکہ چند جوابات میں اختلاف رائے بھی تھا۔ ایسی صورت میں دونوں رائے کو محفوظ کر لیا گیا۔یہ کوالیٹیٹو ڈیٹا پھر نتائج کے لئے مندرجہ ذیل طریقوں سے جانچا گیا۔اگر کسی ایک ایف جی ڈی میں تمام شرکاء اس بات پر متفق ہوتے ہیں کہ پچیس سے تیس فیصد لڑکیاں سکول سے باہر ہیں تو اُسے ایک ووٹ سمجھا جائے گا۔یعنی اگر اسی سوال کے لئے بہاولپور میں والدین کی سات ایف جی ڈی اور مظفر گڑھ میں پانچ ایف جی ڈیز اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ابھی تک پچیس سے تیس فیصد لڑکیاں سکول نہیں جا رہیں تو اس کا یہ مطلب لیا جائے گا کہ بہاولپور میں والدین کی کمیونٹی کا نصف حصہ سمجھتی ہے کہ نوعمر لڑکیوں کی 1/4 حصہ سکول نہیں جاتا جبکہ مظفر گڑھ میں یہ مسئلہ والدین کی جماعت میں سے 1/3 نے اُٹھایا۔دونوں اضلاع میں پندرہ ایف جی ڈیز منعقد کئے گئے تھے۔دوسرے الفاظ میں سات ایف جی ڈیز میں اتفاق رائے پایا گیا جبکہ باقی ایف جی ڈی کا نتیجہ مختلف تھا۔یہ کوالیٹیٹو ڈیٹا نتائج کے حصہ میں موجود ہے۔

تحقیق کرنے والے افراد نے سوالات کا علاقے کی مادری زبان میں ترجمہ کیا تاکہ والدین اور طالبات بہتر طریقے سے سمجھ کر جواب دے سکیں۔جوابات کو پھر محفوظ کر کے مزید تجزیہ کے لئے لفظ بہ لفظ تحریر کیا گیا۔والدین کے ساتھ بہاولپور اور مظفر گڑھ دونوں اضلاع میں پندرہ، پندرہ ایف جی ڈی منعقد کئے گئے۔ہر فوکس گروپ میں آٹھ سے دس افراد تھے جن میں والدہ اور والد دونوں شامل تھے۔اس طرح دونوں اضلاع میں ملا کر تیس (30) ایف جی ڈیز منعقد کئے گئے۔

2۔ٹیچر اور ہیڈ ٹیچر کے ساتھ اہم انٹرویو کے سوالنامے:

ایک سیمی سٹرکچرڈ اور اوپن اینڈڈ سوالنامہ ٹیچرز اور ہیڈ ٹیچرز کے لئے تیار کیا گیا۔جس کے ذریعے ٹیچرز اور ہیڈ ٹیچرز سے پتہ لگایا جائے کہ آیا انھوں نے کمرہ جماعت اور سکولوں میں تبدیلی محسوس کی ہے اور وظیفہ سکیم میں شمولیت کے بعد معاشرے میں لڑکیوں کی تعلیم اور وقار کی حیثیت میں کوئی تبدیلی رونما ہوئی ہے۔تیس منتخب سکولوں سے تیس ٹیچرز اور تیس ہیڈ ٹیچرز کا انتخاب کیا گیا تھا یعنی ہر سکول سے ایک ٹیچر اور ایک ہیڈ ٹیچر۔اس طریقہ تحقیق کو دنیا خصوصاً افریقہ اور جنوبی ایشیا میں کئے گئے تحقیقی مطالعات سے اخذ کیا گیا تھا۔سوالات پر نظر ثانی کر کے ان میں سے فالتو پن ہٹایا گیا۔اس طریقہ کار کا مقصد لڑکیوں کے وظیفہ پروگرام، چیلنجوں اور اس کے اقتصادی استعمالات کے اثرات پر ٹیچرز اور ہیڈ ٹیچرز کے شعور کی سطح کا اندازہ لگانا تھا۔

3۔متعلقہ عہدیداران/سماجی کارکنوں اور کمیونٹی کی بنیاد پر تنظیموں کے نمائندوں کے لئے کلیدی معلومات انٹرویو کے سوالنامے:

اس طریقہ کار کو تیار کرنے کے لئے پالیسی دستاویزات کا جائزہ لیا گیا۔ذمہ داریوں کی نوعیت، مشاورتی کردار اور سرکاری حکام کی ذمہ داریوں پر پالیسی دستاویزات کا تجزیہ کیا گیا۔اس کا مقصد وظیفہ پروگرام کی رسائی اور باقاعدہ ترسیل میں مدد دینے کے لئے سکولوں اور کمیونٹیز کو دی جانے والی حمایت کی سطح کا اندازہ لگانا تھا۔اس میں سیمی سٹرکچرڈ اور اوپن اینڈڈ سوالات کو شامل کیا گیا۔وظیفے کے اثر و رسوخ کو انھی کمیونٹیز میں کام کرنے والی سماجی تنظیموں کے نقطہ نظر سے دیکھنے کے لئے ایک اور طریقہ کار تیار کیا گیا۔ہر ضلع سے پانچ سماجی کارکن اور پانچ سرکاری اہلکار منتخب کئے گئے اور اس طرح دس سماجی کارکن اور دس سرکاری اہلکاروں نے اہم معلوماتی انٹرویوز میں حصہ لیا۔

4۔کیس سٹڈی:

دستاویزات کے مطالعے سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کیس سٹڈی خالصتاً شماریاتی سروے کے مقابلے میں زیادہ مکمل جوابات فراہم کرتا ہے۔لہذا وہ حالات جو ہدف کی گئی کمیونٹیز میں لڑکیوں کی صورت حال کو متاثر کر رہے ہیں کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کرنے کے لئے ہر ضلع سے چار کیس سٹڈیز کا انتخاب کیا گیا۔دو کیس سٹڈیز دیہی علاقے سے اور دو کیس سٹڈیز شہری علاقے سے ان لڑکیوں سے جو سکول میں پڑھ رہی ہیں اور وہ بھی جو جنوبی پنجاب میں وظیفہ سکیم کے باوجود سکول نہیں جاتیں۔ لڑکیوں اوران کے والدین سے رابطہ کر کے انٹرویو کئے گئے۔چار متعلقہ کیس سٹڈی ہر ضلع سے اس طرح کل آٹھ کیس سٹڈیز حاصل کی گئیں۔یہ کیس سٹڈی ضمیمہ 2 کے طور پر منسلک ہیں۔

فیلڈ ڈیٹا جمع کرنے کی حکمتِ عملی:

مختلف ہدف مطالعہ کے شرکاء کے لئے استعمال کئے گئے طریقہ کار کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

سروے کے شرکاء	طریقہ کار	تعداد
والدین / کمیونٹی کے ممبران	ایف جی ڈی	30 ہر ضلع سے 15
مڈل اور ثانوی سکول کی طلباء	ایف جی ڈی	30 ہر ضلع سے 15
ہیڈ ٹیچر	آئی ڈی آئی	30 ہر ضلع سے 15
ٹیچر	آئی ڈی آئی	30 ہر ضلع سے 15
حکومتی عہدیداران	اہم معلوماتی انٹرویو	10 ہر ضلع سے 5
سماجی کارکن / کمیونٹی کی بنیاد پر تنظیمیں	اہم معلوماتی انٹرویو	10 ہر ضلع سے 5
کمیونٹیز	کیس سٹڈی	8 ہر ضلع سے 4

تحقیق کے نتائج

تحقیق کے نتائج کو مندرجہ ذیل اہم حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

1۔ کمیونٹی سے حاصل کردہ نتائج

2۔ سکولوں سے حاصل کردہ نتائج

3۔ سی بی اوز اور سرکاری حکام سے حاصل کردہ نتائج

1۔ کمیونٹی سے حاصل کردہ نتائج:

وظیفہ پروگرام کی بابت کمیونٹی کی بیداری جیسا کہ ڈیٹا جمع کرنے کے حصے میں بتایا جاچکا ہے کمیونٹی سے جوابات جامع ایف جی ڈیز میں والدین اور لڑکیوں سے علیحدہ علیحدہ لئے گئے تھے۔ شرکاء کی بڑی تعداد سمجھتی ہے کہ وظیفہ پروگرام صوبائی حکومت کی طرف سے لڑکیوں کے تعلیمی اخراجات برداشت کرنے کے لئے مالی امداد ہے اور چند لوگ اسے دوسرے گھریلو اخراجات میں معاونت کے طور پر دیکھتے ہیں۔ پی ای ایس آر پی (PESRP) کے تحت 600روپے سہ ماہی 80 فیصد حاضری کی شرط پوری کرنے والی مڈل اور ثانوی سکول کی ہر کم عمر لڑکی کو پیش کی جاتی ہے۔

وظیفہ کی رقم سہ ماہی 600روپے سے بڑھا کر سہ ماہی 1000 روپے کردی گئی ہے تاہم اضافی رقم کی ادائیگی کو اب تک بہاولپور اور مظفر گڑھ کے اضلاع میں شروع نہیں کیا گیا۔ دونوں اضلاع کی پندرہ، پندرہ لڑکیوں میں سے سب نے اس امر کی نشاندہی کی۔ لڑکیوں کی ایف جی ڈیز میں وصول کنندگان کے سلسلے میں مختلف ردِعمل سامنے آیا۔ ضلع بہاولپور میں نولڑکیوں کے ایف جی ڈیز میں یہ تاثر سامنے آیا کہ وظیفہ زیادہ تر ان لڑکیوں کو دیا جاتا ہے جنھیں اشد مالی ضروریات ہو۔ ایف جی ڈی میں لڑکیوں نے بتایا کہ ضلع بہاولپور کے ہر سکول میں بیس سے پچیس لڑکیاں وظیفہ وصول کررہی ہیں۔ اس کے برعکس، مظفر گڑھ میں منعقدہ چودہ ایف جی ڈیز میں یہ انکشاف ہوا کہ ضلع کے تقریباً تمام سکولوں میں زیرِ تعلیم طالبات یہ وظیفہ وصول کررہی ہیں۔

چونکہ سکول میں بچوں کی تعداد کی کوئی شرط حکومت کی طرف سے لاگو نہیں ہے اس لئے یہ امر بہاولپور میں وظیفے کی ترسیل سے متعلق انتظامی امور کے مسائل کو اُجاگر کرتا ہے۔ ضلع میں تعلیم کے حکومتی عہدیدار اور سی بی اوز نے اہم اطلاعتی انٹرویو میں اس بات کی تصدیق کی کہ وظیفے کی ادائیگی میں اسی فیصد حاضری کے علاوہ کوئی اور شرط نہیں ہے۔ اس معاملے کی مزید تحقیق کے لئے اے ای اوز نے اس امر کی شہادت دی کہ بہاولپور میں وظیفے کی ترسیل میں تاخیر نئے خدمت کارڈ کے مسئلے کی وجہ سے ہے۔ اس کارڈ سے لڑکیوں کے خاندانوں کو بروقت وظیفہ کی رقم ملنے میں مدد ملے گی۔

اسی طرح دونوں اضلاع میں والدین کے ساتھ کئے گئے ایف جی ڈیز سے دلچسپ نتائج نکلے۔ سب سے پہلے یہ پتہ لگانا تھا کہ کتنی لڑکیاں سکول جاتی ہیں اور ان میں سے کتنی وظیفے کی وصول کنندہ ہیں۔ حیرت انگیز طور پر اس امر کا اندازہ ہوا کہ وظیفہ پروگرام کے باوجود ضلع میں

بہت سی لڑکیاں ابھی بھی مڈل سکول نہیں جاتیں۔ بہاولپور میں والدین کے ساتھ سات ایف جی ڈیز اور مظفر گڑھ میں پانچ ایف جی ڈیز میں اس بات کا ذکر ہوا کہ ابھی تک لڑکیوں کی آبادی کا پچیس سے تیس فیصد حصہ سکول نہیں جاتا۔ اس کا مطلب ہے کہ والدین اور کمیونٹی کی یہ رائے ہے کہ کم عمر لڑکیوں کی آبادی کا چوتھائی حصہ ابھی تک سکول نہیں جاتا جبکہ مظفر گڑھ میں صرف 1/3 والدین نے اس مسئلے کو اُٹھایا۔

جوابات سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ مظفر گڑھ میں والدین کو وظیفہ سکیم کی ترسیل (درخواست دینے سے لے کر وصولی تک) کے بارے میں اچھی طرح معلومات تھی۔ اس کے برعکس بہاولپور میں صرف پانچ والدین کی ایف جی ڈی کو وظیفے کے بارے میں اطلاع تھی جب کہ نو ایف جی ڈی میں والدین کو وظیفہ پروگرام کے بارے میں کوئی معلومات نہیں تھیں۔ جو کچھ انہیں پتہ تھا وہ بھی اندازے اور قیاس آرائی تھی کہ وظیفہ پروگرام والدین کو بچوں کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مالی امداد ہے۔ وظیفہ کے لئے منصفانہ انتخاب کے عمل کا جواب بہاولپور میں نو ایف جی ڈی کے شرکاء نہ دے سکے کیونکہ وہ اس سکیم سے لاعلم تھے۔ تاہم چند ایف جی ڈی (صرف 4) نے وظیفہ انتظامیہ کے عمل پر اطمنان ظاہر کیا۔ چناؤ کے طریقے پر ایک ایف جی ڈی میں والدین نے خدشات کا اظہار کیا۔ ان کی رائے میں سب سے زیادہ مسکین پیچھے رہ جاتے ہیں اور آسودہ حال خاندانوں کو وظیفہ مل گیا تھا۔ یہ پھر وظیفہ کی ترسیل کے سلسلے میں اسی فیصد حاضری کو برقرار رکھنے کے سادہ سے معیار کے بارے میں والدین میں شعور کے فقدان کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ضلع بہاولپور میں کئی انتظامی رکاوٹیں ہیں اور بعض والدین کو وظیفہ کی شرط کے متعلق غلط فہمی ہے۔

وظیفہ وصول کرنے کا طریقہ کار چودہ ایف جی ڈی کے شرکاء کے مطابق کافی آسان اور سیدھا ہے۔ ضلع مظفر گڑھ میں تقریباً تمام شرکاء وظیفہ رجسٹریشن کے عمل سے آگاہ تھے جبکہ ضلع بہاولپور میں تین ایف جی ڈی کے شرکاء کو اس بارے میں کسی حد تک معلومات تھیں۔ مظفر گڑھ کے رہائشی والدین کے مطابق رجسٹریشن کا طریقہ کار سکول آفس سے پانچ روپے کا ایک فارم حاصل کرنے پر مشتمل ہے۔

جس میں کوائف اکثر سکول کے کلرک طلباء کے لئے لکھ دیتے ہیں۔ کچھ سکولوں میں وظیفہ طلباء کو سکول کے دفتر سے مل جاتا جبکہ کچھ اشاء میں یہ وظیفہ پوسٹ آفس کے ذریعے طلباء کے گھروں تک پہنچایا جاتا ہے۔

تقریباً تمام وصول کنندہ طالبات اور ان کے والدین وظیفہ وصول کر کے فخر محسوس کرتے ہیں۔ مظفر گڑھ کی بارہ ایف جی ڈیز میں اس امر کا ذکر ہوا کہ جب طالبات وظیفہ حاصل کرتی ہیں تو اپنے خاندان کے دوسرے افراد، کزن اور پڑوسیوں کے ساتھ اس کا تذکرہ ضرور کرتی ہیں۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جب وصول کنندہ اپنی خوشی میں دوسروں کو شریک کرتی ہیں تو اس سے کمیونٹی میں شعور بڑھتا ہے اور باقی والدین کو بیٹیاں سکول بھیجنے کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

والدین کے جوابات سے اس بات کی وضاحت ہوئی کہ یہ وظیفہ زیادہ تر مڈل کلاس کے لوگوں کے لئے بہترین ہے کیونکہ اس پیسے سے وہ گھریلو اخراجات بھی پورے کرتے ہیں۔ تاہم کمیونٹی میں ابھی تک قدامت پسند افراد موجود ہیں جو عورتوں کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ ایسے حالات میں صرف نقد پیسے سے ہی حوصلہ افزائی کا کام نہیں لیا جا سکتا۔ اس کے لئے مزید شعور پیدا کرنے والے اقدامات کے لئے مشہور شخصیات کا سہارا لینا پڑے گا تاکہ یہ قدیمی روایات ٹوٹ سکیں۔

وظیفے کی ضرورت اور اس کا استعمال:

بہاولپور کی دو ایف جی ڈیز اور مظفر گڑھ کی چار ایف جی ڈیز میں لڑکیوں نے یہی بتایا ہے کہ وظیفہ کی رقم کو بنیادی طور پر سکول کے اخراجات یعنی کاپیاں، کتابیں اور یونیفارم کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ کبھی کبھار وظیفے کی رقم سے گھریلو اخراجات بھی کئے جاتے ہیں۔ بہاولپور کی تین ایف جی ڈیز اور مظفر گڑھ کے چھ ایف جی ڈیز میں بھی یہی رائے سامنے آئی۔ لڑکیوں اور والدین کی مشترکہ تین ایف جی ڈیز نے اس بات کی نشاندہی کی کہ سکول کے سفر کے اخراجات بھی وظیفہ کی رقم سے ادا کئے جاتے ہیں۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے مظفر گڑھ میں شرکاء کی اکثریت نے بتایا کہ کچھ دنوں کی تاخیر کے علاوہ ہر تین ماہ بعد وظیفہ کی باقاعدہ گی سے وصول ہوتی ہے۔ چند نے یہ بھی کہا کہ وظیفہ کی ادائیگی سال میں دو دفعہ ہوتی ہے۔ یہ رائے پندرہ میں سے چودہ منعقدہ ایف جی ڈیز کی تھیں۔ بہاولپور کی دس ایف جی ڈیز اور مظفر گڑھ کے آٹھ ایف جی ڈیز سے پتہ چلا کہ شرکاء کی اکثریت مزدوری کرتے ہیں جبکہ باقی دکانداری، کھیتی باڑی اور رکشہ چلا کر روزی کماتے ہیں۔ دونوں اضلاع میں تین تین ایف جی ڈیز کی شرکاء خواتین کا کہنا تھا کہ وہ گھریلو ملازم ہیں یا فیکٹریوں میں کام کرتی ہیں۔ انھوں نے علاقے میں قابلِ احترام روزگار کے مواقع کی کمی کا ذکر کیا۔

مجموعی طور پر دونوں اضلاع میں تحقیق کیلئے منتخب شرکاء کی اکثریت کم سماجی اور معاشی حیثیت گروپوں سے تعلق رکھتے تھے اور ان کا گزارا بمشکل ہوتا تھا۔ کبھی کبھی گیس اور بجلی کے بل، ادویات اور خوراک سمیت ماہانہ اخراجات کو پورا کرنے کے لئے زمیندار سے قرض بھی لینا پڑتا ہے۔ جن والدین کی بیٹیوں کو وظیفہ کی رقم ملتی ہے ان کی زبانی اس رقم کو گھریلو سامان جیسے کھانا، ادویات اور لباس کے لئے استعمال کیا گیا۔ مظفر گڑھ کے کچھ والدین نے سکول کے اخراجات پورے کرنے کے لئے وظیفہ کی رقم کو حکومت کی طرف سے ناکافی مدد بتایا۔ ان کے مطابق وظیفے کی کم از کم ایک مناسب رقم جو دیگر گھریلو اخراجات کو پورا کرے والدین کی حوصلہ افزائی میں زیادہ مددگار ہوگی۔ تاہم باقی خاص طور پر نصف سے زیادہ ایف جی ڈیز نے سہ ماہی بنیاد پر وظیفہ کے طور پر موصول معمولی رقم کے بارے میں خدشات ظاہر کئے۔ یہ وہ والدین اور کمیونٹی کے ممبران تھے جن کے خاندان کے افراد زیادہ اور اکثر میں چھ سے زیادہ بچے تھے۔ ان کے مطابق یہ وظیفہ رقم بڑے خاندانوں کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے ناکافی ہے۔ اس لئے وہ اپنی لڑکیوں کو کسی اقتصادی سرگرمی یا کام پر بھیج دیتے ہیں جبکہ وظیفہ کی ماہانہ رقم 200 روپے ہے اور 600 سہ ماہی۔

دو ایف جی ڈیز میں یہ بات بھی زیرِ بحث آئی کہ مظفر گڑھ کے کچھ علاقوں میں والدین نے لڑکیوں کو نجی سکولوں سے نکال کر سرکاری سکولوں میں داخل کروادیا ہے۔ سکولوں کی اس تبدیلی کی وجہ سرکاری سکولوں میں وظیفہ کی باقاعدہ فراہمی ہے۔ وصول کنندہ لڑکیوں کے والدین کا خیال تھا کہ وظیفہ اعلیٰ گریڈ کے لئے بھی پیش کیا جانا چاہیے تاکہ لڑکیاں مزید تعلیم حاصل کرسکیں۔

لڑکیوں کے اندراج اور سکول چھوڑنے کی شرح پر اضافی وظیفہ کے اثرات:

بہاولپور کی پانچ ایف جی ڈیز اور مظفر گڑھ کی تیرہ ایف جی ڈیز کے شرکاء کا یہ خیال تھا کہ وظیفہ کی رقم بڑھانے سے سکولوں میں لڑکیوں کے داخلے کی شرح بڑھے گی اور چھوڑنے کی شرح میں مزید کمی آئے گی۔ مڈل کی سطح پر لڑکیوں کے سکول چھوڑنے کی وجوہات میں بنیادی صحت، حفظانِ صحت اور سکول تک نقل و حمل کے لئے والدین کے پاس ناکافی رقم ہے۔ دونوں اضلاع کے والدین نے اس بات کا بھی ذکر کیا ہے کہ وہ والدین جو پہلے لڑکیوں کو سکول نہیں بھیجتے تھے انھوں نے وظیفہ کی بابت سن کر لڑکیوں کو سکول داخل کروانا شروع کردیا ہے۔ تاہم انھوں نے لڑکیوں کی تعلیم میں تسلسل کو یقینی بنانے کے لئے وظیفہ کی بروقت فراہمی کے عمل کو یقینی بنانے پر زور دیا خصوصاً ان کے لئے جن کا تعلق غریب گھروں سے ہے۔

حاضری پر اثر:

نصف سے زیادہ لڑکیوں اور والدین کی ایف جی ڈیز میں اس امر کا بھی ذکر ہوا کہ اضافی وظیفہ سے بچیوں کی حاضری پر اچھا اثر پڑسکتا ہے خصوصاً ان طالبات کے لئے جن کے گھر سکول سے زیادہ فاصلے پر ہیں کیونکہ اب وہ سکول آنے جانے کا مالی بوجھ اُٹھا سکتے ہیں۔ سکول لے جانے اور واپس لانے کے لئے ایک مہذب اور قابلِ اعتماد نقل و حمل کی سہولت کی وجہ سے لڑکیوں کی تعلیم میں اہم رکاوٹ کا سدِ باب ہوجاتا ہے۔ مظفر گڑھ کی آٹھ ایف جی ڈیز میں والدین نے جزوی طور پر نقل و حمل کے لئے اس وظیفہ کے استعمال کی طرف اشارہ کیا ہے۔

حوصلہ افزائی پر اثرات:

لڑکیوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ انتہائی غربت کی وجہ سے ان کے والدین وظیفہ کی رقم کو تعلیمی ضروریات پوری کرنے کے بجائے گھریلو اخراجات پر خرچ کرنے پر مجبور تھے۔ بسا اوقات لڑکیوں کے پاس اس کے سوا چارہ نہ تھا کہ بوسیدہ، پرانے کپڑوں اور جوتوں میں سکول جائیں اور کتابیں پلاسٹک کے تھیلے میں لے کر جائیں جس سے باقی

طالبات کے سامنے ذلت کا احساس ہوتا تھا۔ روزانہ اس ذلت کی وجہ سے وہ سکول جانے سے کتراتی ہیں جس کا اثر ان کے گریڈ پر ہوتا تھا اور بالآخر انھیں سکول چھوڑنا پڑتا تھا۔ مظفر گڑھ میں لڑکیوں کی دس ایف جی ڈیز اور بہاولپور میں چار ایف جی ڈیز سے اندازہ ہوا کہ اگر وظیفہ کی رقم میں کچھ اور اضافے سے طالبات سکول کے لئے یونیفارم اور جوتے خرید ے جاسکیں تو وہ بغیر خفت کے سکول جاسکیں گیں۔

اضافی وظیفہ کا گھر کٹی پر اثر اور اس کی تبدیل شدہ کھپت:

اضافی وظیفہ طلباء میں آٹھ والدین اور پانچ لڑکیوں کی ایف جی ڈیز کے شرکاء نے اس امر کا اظہار کیا کہ اضافی وظیفہ سے خاندان کی صحت مند غذائی ضروریات کو پورا کرنے میں ان کے والدین کو مدد ملے گی۔ طلباء خالی پیٹ سکول نہیں جائیں گے وہ اپنے ساتھ کچھ دوپہر کو کھانے کیلئے لے جاسکیں گے یا پھر ان کے پاس کچھ پیسے ہوں گے جس سے وقفہ کے دوران سکول کی کینٹین سے کھانے کے لئے کچھ خرید سکیں گے۔ صحت مند خوراک سے طالب علموں کی صحت بہتر ہوگی اور بیماری کا خطرہ بھی ٹلے گا اور کلاس کی حاضری میں بہتری آئے گی۔ کلاس میں باقاعدہ سے شرکت سے بھی طالب علموں کی کامیابی پر مثبت اثر پڑے گا۔ یہ مظفر گڑھ کی چار والدہ/خواتین کی ایف جی ڈیز کے خیالات تھے۔

مزید برآں بہاولپور اور مظفر گڑھ کے اضلاع گرم اور معتدل موسم سرما کے ساتھ ریگستانی علاقے ہیں۔ تاہم ان اضلاع میں موسم سرما کی راتیں بہت ٹھنڈی ہوتی ہیں اور اگر موسم کے حساب سے کپڑے استعمال نہ ہوں تو بچوں اور بڑوں سب کو فلو کا خطرہ رہتا ہے۔ مطالعہ کے شرکاء میں سے نصف سے زیادہ نے اس بات کا ذکر کیا کہ وظیفہ کی اضافی رقم سے وہ سخت سردی کے لئے گرم کپڑے خرید سکیں گے۔ نتیجتاً جماعت میں حاضری بہتر ہوگی اور گریڈ بھی بہتر ہوجائیں گے۔

بہاولپور میں چھ ایف جی ڈیز میں والدین نے بتایا کہ بچے سکول سے سخت موسمی حالات یا خراب صحت کی وجہ سے غیر حاضر رہتے ہیں۔ بچے جن کو قوت بخش غذا میسر نہیں وہ دوسرے بچوں کے مقابلے میں بیماریوں اور وبائی امراض کے زیادہ شکار ہوتے ہیں۔ چونکہ دونوں اضلاع میں اکثریت کم سماجی اور اقتصادی حیثیت رکھنے والے لوگوں کی ہے جو اپنے بچوں کو دو وقت کی روٹی بھی کھلانے کے متحمل نہیں ہیں اس لئے ایسے خاندانوں میں خراب صحت کی وجہ سے غیر حاضریاں عام ہیں۔ یہ والدین اُمید کرتے ہیں کہ وظیفہ کی اضافی رقم سے وہ بچوں کو مناسب غذا دے سکیں گے اور بچوں کو باقاعدگی سے سکول جانے میں مدد کرسکیں گے۔

لڑکیوں کی طرح والدین بھی اضافی وظیفہ حاصل کرنے کے لئے فکر مند تھے۔ ان کی رائے میں یہ ان کے گھر کا خرچ پورا کرنے میں ایک بڑی مدد ہوگی۔ وہ اپنے بچوں کے لئے یونیفارم، جوتے اور گرم کپڑے خریدنے کے قابل ہوجائیں گے۔ سکول میں غیر حاضر رہنے کے بڑے اسباب میں لڑکیوں کے لئے نقل وحمل کی سہولیات کی کمی بھی ہے۔ خاص طور پر پرائمری تعلیم مکمل کرنے کے بعد۔ وظیفہ کی اضافی رقم کے ساتھ والدین اپنی بیٹیوں کے باقاعدہ سکول جانے کے لئے مناسب نقل وحمل کی سہولت کا انتظام کرنے کی اُمید رکھتے ہیں۔ یہ رائے اس امر کی توثیق کرتی ہے جو لڑکیوں کیلئے اضافی وظیفہ کے بارے میں بحث کے دوران کیا گیا۔

خواتین کے وقار میں تبدیلی:

وصول کنندگان کے والدین اور رشتہ داروں کے رویہ میں حوصلہ افزا مثبت تبدیلی محسوس کی گئی۔ دونوں اضلاع میں لڑکیوں کی اکثریت نے والدین کے تعاون پر مبنی رویہ کی خبر دی۔ چونکہ لڑکیاں اپنے تعلیمی اخراجات کے ساتھ ساتھ گھریلو خرچہ کے لئے بھی کچھ پیسے لا رہی تھیں اس لئے والدین ان کی تعلیم کے خلاف نہ تھے۔ والدین بیٹیوں کو محنت کر کے اچھے نتائج لانے کی طرف راغب کر رہے ہیں۔ لڑکیوں سے گھر کا کام کاج کروانے کی بجائے سکول کا کام ختم کرنے کو ترجیح دے رہے ہیں۔ مظفر گڑھ میں دو اور بہاولپور میں ایک ایف جی ڈی میں اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا گیا کہ نہ صرف ضرورت پڑنے پر ٹیوشن کا اہتمام کیا گیا بلکہ سکول چھوڑنے اور واپس بروقت لانے کی شکل میں مدد بھی فراہم کی۔

اس کے علاوہ دس ایف جی ڈیز مظفر گڑھ اور چار بہاولپور میں شریک وصول کنندہ لڑکیوں میں سے اکثر نے بتایا کہ اب والدین کا لڑکوں کے حق میں لڑکیوں کے خلاف امتیازی سلوک نہیں ہے۔ اب انھیں کھانے میں بھائیوں کے برابر کا حصہ ملتا ہے جو کہ ان معاشروں میں لڑکیوں کی طرف رویوں کی تبدیلی میں اہم کامیابی ہے۔ کمیونٹی کی ایف جی ڈی کے شرکاء نے بھی اس امر کا ذکر کیا کہ لڑکیوں کے ساتھ گھر پر لڑکوں جیسا مساوی سلوک کیا جاتا ہے جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ مجموعی طور پر معاشرے میں لڑکیوں کے ساتھ امتیازی سلوک میں کمی ممکن ہو سکتی ہے۔

ہدف شدہ اضلاع میں اضافی وظیفہ کا خواتین کے وقار کے حوالے سے اہمیت کے سوال پر والدین کی اکثریت نے اس امر کو لڑکیوں کو مالی تحفظ فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ مثبت اور حوصلہ افزائی بتایا۔

کم عمری اور جبری شادی پر اثرات:

دونوں اضلاع میں طلباء نے وظیفہ پروگرام کو نتیجہ کے طور پر خواتین کے وقار میں مثبت تبدیلی کے طور پر ظاہر کیا۔ مظفر گڑھ میں لڑکیوں کے گیارہ اور بہاولپور میں چار ایف جی ڈیز نے اس بات کی نشاندہی کی کہ لڑکیاں سمجھتی ہیں کہ والدین ان کو اب بوجھ نہیں سمجھتے۔ کچھ صورتوں میں وظیفہ پروگرام کا قبل از وقت شادی پر مثبت اثر پڑا ہے کیونکہ اب والدین کو راغب کیا جاتا ہے کہ بچیوں کو شادی سے قبل کم از کم ثانوی سطح تک تعلیم دلوائی جائے۔

وظیفہ پروگرام کو لڑکیوں کی ابتدائی عمر کی شادی کی حوصلہ شکنی کرنے کے لئے حوصلہ افزائی کے طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔ دونوں اضلاع کے ایف جی ڈیز میں والدین کی اکثریت نے لڑکیوں کی ابتدائی عمر کی شادیوں میں معمولی کمی کا تذکرہ کیا۔ ابتدائی عمر کی شادیوں کی رسم نے غربت اور عدم تحفظ سے جنم لیا ہے جہاں والدین بیٹی کی ذمہ داری اس کے خاوند اور ممکنہ سسرال پر ڈالنا چاہتے ہیں۔ لڑکیوں کی شادی کی مناسب عمر کا تعین کرنے کے لئے زیادہ آگہی اور شعور کی ضرورت ہے تاکہ تعلیم کے مسلسل فوائد کا بھی احاطہ کیا جائے۔

وظیفہ سکیم سے ملنے والے مالی تحفظ کے بڑھتے ہوئے احساس کے پیش نظر والدین کی اکثریت اس بات پر راضی ہے کہ لڑکیوں کو تعلیم یافتہ اور شادی سے پہلے ایک مناسب عمر کو پہنچ لینے دیا جائے۔ بہاولپور کے نو ایف جی ڈیز میں وہ والدین جن کی بیٹیوں کو وظیفہ نہیں مل رہا تھا بھی اس بات پر راضی تھے کہ مسلسل مالی معاونت سے وہ اپنی لڑکیوں کو شادی سے پہلے دوبارہ سکول بھیج کر تعلیم دلوائیں گے۔ تاہم اُنھوں نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ ابھی تک روایات کے پابند افراد اپنی بیٹیوں کی شادی تیرہ سے پندرہ سال کی عمر تک کر دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ جن لڑکیوں کی منگنی ہو جاتی ہے وہ دوسری لڑکیوں کے مقابلے میں پہلے ہی تعلیم سے الگ ہو جاتی ہیں۔ عام طور پر اس کا سب سے بڑا سبب سسرال والوں کی ناراضگی ہے جن کا فیصلہ ہوتا ہے کہ لڑکی گھر سے باہر ہرگز نہیں جائے گی۔ ان تمام عوامل سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ سسرال کی ناراضگی اور کسی دوسرے طریقہ سے کچھ بہتر رقم کما لینا، یہ وہ امر ہیں جوان تک تعلیم کی رسائی کو محدود کر دیتا ہے۔ جن لڑکیوں کو تعلیم کے بنیادی حق سے محروم رکھا جاتا ہے ان میں فیصلہ سازی میں مہارت کی کمی رہتی ہے اور وہ کمیونٹی میں وہ ہمیشہ دباؤ میں رہتی ہیں۔

خواتین اور لڑکیوں کو اقتصادی سرگرمیوں کی خاطر گھر سے باہر نکلنے کی اجازت کے معاملے پر معمولی تبدیلی محسوس کی گئی۔ مظفر گڑھ کے آٹھ ایف جی ڈیز سے پتہ چلا کہ پہلے والدین لڑکیوں کو چھوٹی معاشی سرگرمیوں میں مصروف رکھتے تھے جیسا کہ سلائی، کڑھائی وغیرہ مگر اب وہ چاہتے ہیں کہ معاشی سرگرمیوں میں ملوث ہونے سے پہلے لڑکیاں تعلیم حاصل کر لیں۔ معاشی خودمختاری کے راستے پر والدین کے نقطہ نظر میں تبدیلی ایک واضح اشارہ ہے۔ کچھ والدین اب اپنی بیٹیوں پر اعتماد کرتے ہیں اور انھیں وظیفہ کی رقم کو خرچ کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ والدین نے کمیونٹی کی سطح پر بہتر یکجہتی کا اظہار بھی کیا۔

لڑکیوں کی معاشی خودمختاری کے سوال کے جواب میں ضلع مظفر گڑھ میں شرکاء کی اکثریت نے خواتین کی ملازمت کے تعین میں تھوڑی سی تبدیلی کا اظہار کیا۔

والدین اور کمیونٹی کے ارکان اب بھی خواتین کی ملازمت کو اپنی ثقافت اور روایات کے خلاف سمجھتے ہیں۔ چھ ایف جی ڈیز میں والدین کی رائے تھی کہ خواتین کو چاہیے کہ گھر رہ کر اپنے اہل خانہ کی دیکھ بھال کریں۔ زیادہ تر لڑکیوں کی شادی مڈل یا ثانوی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ہو جاتی ہے۔ لڑکیوں کو ملازمت کے لئے گھر سے جانے دینا معیار کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ تاہم بہاولپور کے پانچ ایف جی ڈیز میں والدین کے رویہ میں تبدیلی محسوس ہوئی کیونکہ اب والدین اپنی بیٹیوں پر اعتماد کرتے ہیں اور انھیں نوکری ڈھونڈنے کی اجازت دیتے ہیں۔ یہ تبدیلی شاید کمیونٹی میں زیادہ شعور اور نوکری کے مواقع کا گاؤں کے قریب ہونا بھی وجہ ہو سکتی ہے۔ جس نے والدین کو لڑکیوں کو اجازت دینے کی حوصلہ افزائی کی ہے۔

جن لڑکیوں کو تعلیم تک رسائی حاصل نہیں ہے ان کے برعکس وظیفہ کی وصول کنندہ لڑکیاں محدود پیمانے پر ہی سہی مگر اپنے فیصلے خود کر سکتی ہیں۔ وہ اپنے مستقبل کے بارے میں سوچ سکتی ہیں اور منصوبہ بندی بھی کرتی ہیں۔ اکثر مزید تعلیم حاصل کرنے کے خواب دیکھتی ہیں۔ مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے وہ اپنے والدین سے اجازت پر اصرار کرتی ہیں۔ وہ سمجھتی ہیں کہ ان میں بچپن کی شادی کے خلاف مزاحمت کرنے کی طاقت ہے اور وہ اپنے والدین کو شادی میں ایک یا دو سال کی تاخیر پر قائل کر سکتی ہیں۔ اس

کے علاوہ وظیفہ وصول کنندہ لڑکیاں کمیونٹی میں دوسری لڑکیوں کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے حوصلہ افزائی کرتی ہیں۔ ذاتی اخراجات پر وظیفہ کی رقم خرچ کرنے کے سوال کے جواب میں شرکاء نے بتایا کہ انتہائی غُربت کی وجہ سے وظیفہ کی رقم کو اکثر گھریلو اخراجات کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور اگر کچھ بچت ہو جائے تو پھر اس سے ذاتی یا تعلیمی ضروریات کو پورا کیا جاتا ہے۔

فنڈز تک رسائی:

بہاولپور کی پانچ اور مظفر گڑھ کے آٹھ سکولوں کی ایف جی ڈیز کے ذریعہ معلوم ہوا کہ لڑکیاں وظیفے کی بدولت خود کو خاندان کی آمدنی کا ذریعہ سمجھتی ہیں۔ تقریباً تمام لڑکیوں نے انکشاف کیا کہ وہ اپنی مرضی سے وظیفہ کی کل رقم والدین کو تھما دیتی ہیں۔ انھیں ایسا کرنے پر کوئی مجبور نہیں کرتا۔ کبھی کبھار جب کچھ اضافی آمدنی ہو تو انھیں وہ رقم اپنے اوپر خرچ کرنے کی اجازت مل جاتی ہے۔ مزید برآں انھیں فیصلہ سازی میں ملوث کیا جاتا ہے مثلاً یہ فیصلہ کہ چھوٹے بہن بھائی کس سکول میں داخلہ لیں۔ تو وہ خود کو خاص اور قابلِ احترام سمجھتی ہیں۔

بہتر خود اعتمادی:

اس تحقیق سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ بہتر اقتصادی نقطہ نظر باہمی تعلقات کو برقرار رکھنے میں مددگار ہوتا ہے۔ وصول کنندہ لڑکیوں کا خیال تھا کہ وظیفہ کے وصول کرنے کے بعد سے وہ بہتر دوستیاں برقرار رکھنے کے قابل ہیں۔ اب وہ آزادی کے ساتھ سہیلیوں کو گھر بلا سکتی ہیں اور خود بھی ان کو ملنے جا سکتی ہیں۔ عید اور سالگرہ کے موقع پر چھوٹے تحائف کا تبادلہ بھی کر سکتی ہیں۔ ان لڑکیوں کی بہتر خود اعتمادی کی وجہ سے وہ نہ صرف اپنے خاندان کے لوگوں کے ساتھ بلکہ کمیونٹی کے ممبران کے ساتھ بھی بہتر تعلقات برقرار رکھ سکتی ہیں۔ اچھے تعلقات برقرار رکھنا صحت اور تندرستی کے لئے بہت اہم ہے اور خوشگوار زندگی گزارنے اور تنہائی اور ڈپریشن سے بچنے میں مددگار ہوتا ہے۔ لہذا وظیفہ پروگرام لڑکیوں کو پر اعتماد کر کے گھر کے ماحول کو بہتر بنانے میں مدد دیتا ہے۔

تحفظات:

حالانکہ وظیفہ کے لئے درخواست دینا اور اسے موصول کرنے کا طریقہ نہایت آسان ہے، جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ کچھ مختلف قسم کا طریقہ وظیفہ کی ہینڈلنگ اور فراہمی کے لئے کچھ سکولوں میں اپنایا جاتا ہے۔ اس طرح کے طرزِ عمل سے مزید بے ضابطگیاں پیدا ہوتی ہیں جس سے اہل لڑکیوں تک وظیفہ تاخیر سے پہنچتا ہے۔ مظفر گڑھ کے تمام شرکاء وظیفہ موصول کرنے کے عمل سے مطمئن تھے۔

تاہم بہاولپور میں اس تمام معاملے، اس کی شرائط اور حالات سے والدین قطعی لاعلم تھے۔ وہ کسی بھی مسئلے کی صورت میں سکول کے دفتر پر انحصار کرتے ہیں۔ تاہم شرکاء کی اکثریت وظیفہ کی انتظامیہ کے حوالے سے کسی بھی مسئلے کی شکایت کے طریقہ کار سے لاعلم تھے۔

سکولوں سے نتائج:

تحقیق کا مقصد وظیفہ کا لڑکیوں اور مختلف اخراجات پر اثر کا اندازہ لگانا تھا۔ اس سلسلے میں ٹیچر اور ہیڈ ٹیچر کا نقطہ نظر بھی ذہن میں رکھا گیا کیونکہ یہ ایسے اسٹیک ہولڈر ہیں جو طلباء میں تبدیلی کو سکول کی سطح پر جانچ سکتے ہیں۔ اس تبدیلی کا مشاہدہ تمام ٹیچرز اور ہیڈ ٹیچر نے مختلف طریقے سے کیا۔ تاہم سکول کے نمائندوں کے ساتھ آئی ڈی آئی کے دوران بہاولپور سے دو ہیڈ ٹیچر اور مظفر گڑھ سے ایک ہیڈ ٹیچر نے کسی بھی تبدیلی کا ذکر نہیں کیا۔ ان کے مطابق مڈل سکول میں وظیفہ سکیم کے بعد نہ لڑکیوں کے داخلے میں کوئی بہتری آئی تھی اور نہ ہی لڑکیوں کے وقار میں کوئی تبدیلی آئی تھی۔

وظیفہ سکیم کے بارے میں سکول کے عملے کا شعور:

عام طور پر ٹیچر اور ہیڈ ٹیچر کو وظیفہ سکیم کے بنیادی مقاصد کے بارے میں معلومات حاصل تھیں اور وہ اس کو پنجاب حکومت کی طرف سے جنوبی پنجاب میں متعارف کروایا گیا

پروگرام بتاتی ہیں۔ اس پروگرام کا مقصد یہ تھا کہ مالی امداد کے ذریعے سکولوں میں لڑکیوں کے داخلے کی شرح کو بڑھایا جائے اور لوگوں میں لڑکیوں کی تعلیم کی اہمیت کو اُجاگر کیا جائے۔ اس پروگرام سے لڑکیوں کی ترقی کے لئے سکولوں میں لڑکیوں کے داخلے میں اضافے میں مدد ملے گی۔ چودہ ہیڈ ٹیچر اور پندرہ ٹیچر جن کا تعلق مظفر گڑھ تھا سب نے اس تفہیم کا مظاہرہ کیا۔ تاہم بہاولپور میں ایک ہیڈ ٹیچر نے اپنی تشویش کا اظہار کیا کہ وظیفہ کی اضافی رقم کے باوجود زیادہ غریب والدین اس امر کی طرف راغب نہیں ہو رہے۔

اندراج پر اثرات:

وظیفہ سکیم سے سکولوں میں داخلے میں مختلف رجحانات کے ساتھ اضافہ ہوا ہے۔ بہاولپور کی ایک ٹیچر کے مطابق وظیفہ سکیم کی وجہ سے لڑکیاں نجی سکولوں کو چھوڑ کر واپس سرکاری سکولوں میں آرہی ہیں۔ منتخب شدہ ہر سکول میں نئے داخلوں کی شرح کم سے کم دو اور زیادہ سے زیادہ چالیس بتائی گئی۔ یاد رہے کہ چالیس بہاولپور کے ایک سکول میں رپورٹ کی گئی۔ تقریباً بہاولپور کے سات اور مظفر گڑھ کے دس سکولوں میں دو سے دس کے درمیان نئے داخلے ہوئے تھے۔ کچھ اور سکولوں میں اس سے زیادہ داخلے ہوئے ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ بہاولپور کے آٹھ اور مظفر گڑھ کے دو سکولوں میں نئے داخلوں میں وظیفہ سکیم کے بعد بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

گھریلو کٹی پر وظیفہ کے اثرات:

جب ٹیچر اور ہیڈ ٹیچر کو وظیفہ کی وجہ سے رونما ہونے والے اثرات کی بابت پوچھا گیا کہ انھوں نے اظہار کیا کہ وظیفہ سکیم سے لڑکیوں ظاہری حالت، ان کے یونیفارم کے حالات اور سٹیشنری وغیرہ پر کوئی بھی نمایاں تبدیلی نہیں آئی ہے۔ مظفر گڑھ کی دو اساتذہ اور تین ہیڈ ٹیچرز نے ان تبدیلیوں کو وظیفہ پروگرام سے منسلک کیا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ واقعی لڑکیوں کو وظیفہ رقم تک رسائی اور اپنی مرضی سے خرچ کرنے کی اجازت تبھی ملتی ہے جب گھریلو راشن اور اخراجات سے کچھ رقم باقی رہ جاتی ہے۔ لڑکیوں کی حالت زار میں تبدیلی نہ ہونے کی یہ بنیادی وجہ ہے۔

بہاولپور کی ایک ہیڈ ٹیچر اور مظفر گڑھ سے ایک ٹیچر نے بچوں کے پاس بہتر تعلیمی چیزوں کی نشاندہی کی ہے جبکہ دیگر اساتذہ نے بالکل تبدیلی کی طرف اشارہ نہیں کیا۔ اسی طرح کا رجحان وصول کنندہ لڑکیوں کی تعلیم پر وظیفے کی رقم کی کھپت میں بھی دیکھا گیا۔

خواتین کے وقار اور ان کی تعلیم کے بارے میں کمیونٹیز کی سوچ پر اثرات:

جہاں تک ہدف بنائی کمیونٹیز میں لڑکیوں کی تعلیم کے بارے میں لوگوں کی سوچ کا تعلق ہے۔ سکول کی انتظامیہ اور اساتذہ کمیونٹی میں لڑکیوں کے وقار کے بارے میں پر جوش نہیں تھے کیونکہ پندرہ ہیڈ ٹیچرز میں سے صرف ایک کا خیال تھا کہ وظیفے کی وجہ سے عورتوں کے وقار پر مثبت اثر پڑا ہے اور کمیونٹیز میں ان کے احترام کے بارے میں آگاہی آئی ہے۔ تاہم لڑکیوں کی تعلیم کے بارے میں ان کے خیالات مثبت تھے گو کہ تبدیلی کے آثار نظر آرہے تھے مگر تمام لڑکیوں کو سکول لانے میں بھی بہت وقت اور کام درکار ہے۔ اضلاع سے صرف تین سکولوں نے اس امر کا اشارہ دیا کہ وظیفہ پروگرام کے بعد طالبات اپنے مستقبل کے بارے میں پرُامید ہیں اور اس پروگرام کے بارے میں مزید جاننے میں دلچسپی لے رہی ہیں۔ اب وہ سکول بھی باقاعدگی سے آتی ہیں اور خوش ہیں کہ ان کی کچھ ضروریات پوری ہو جاتی ہیں۔ طالبات کے داخلوں میں اضافہ اور ان کا باقاعدگی سے سکول آنا وہ نمایاں تبدیلیاں ہیں جو وظیفہ سکیم کے بعد رونما ہوئی ہے۔

بہاولپور کی ہیڈ ٹیچر اور ٹیچرز میں سے نصف اور مظفر گڑھ کے تقریباً تمام اساتذہ نے وقت کی پابندی اور داخلوں میں اضافے کا ذکر کیا۔ دونوں اضلاع میں سکول کے عملے میں سے نصف کا خیال تھا کہ وظیفہ سکیم سے لڑکیوں کی تعلیم کی طرف کمیونٹی کی رائے پر براہِ راست اثر پڑے گا اور نتیجتاً تعلیم حاصل کرنے کے لئے لڑکیوں کی حوصلہ افزائی ہوگی۔ وہ پرامید تھے کہ اضافی وظیفہ لڑکیوں کو پابندی سے سکول پہنچانے میں، خاندان میں لڑکیوں کے لئے سہولت فراہم کرنے کا رجحان بڑھے گا۔

سکول میں داخلے پر اضافی وظیفہ کی رقم کے اثرات:

جہاں ٹیچر اور ہیڈ ٹیچر نے سکول میں داخلے کی بڑھتی ہوئی شرح کو وظیفہ کا مثبت اثر بتایا وہیں انھوں نے اسی طرح کی مزید تبدیلی کی پیشن گوئی اضافی وظیفہ کی رقم کے پہنچنے پر کی۔ تاہم بہاولپور کے سکولوں میں سے نصف سے کم کا یہ خیال تھا کہ تبدیلی صرف داخلوں میں اضافے کی صورت میں ہوگی۔ اسی طرح مظفرگڑھ میں سکولوں کی اکثریت کی بھی یہی توقع تھی۔ ان کی رائے میں داخلوں میں اضافہ کسی بھی دوسرے عنصر سے زیادہ وظیفہ کا اثر لیتا ہے۔ ان کی رائے میں وظیفے کی اضافی رقم سے سکول چھوڑنے کی شرح میں کمی آئے گی اور داخلوں میں اضافہ ہوگا۔ کچھ سکولوں نے اس بات کا بھی اظہار کیا کہ والدین اب لڑکیوں کی تعلیم کو اہم سمجھتے ہیں۔ ان کو تسلی ہے کہ بچیوں کے سکول کی بنیادی ضروریات کے لئے انھیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں۔ وہ اپنی لڑکیوں کو تعلیم دلوانا چاہتے ہیں اور بیٹوں کے ساتھ ساتھ بیٹیوں کی تعلیم کی اہمیت کو جان گئے ہیں۔

گھریلو کٹی اور روزمرہ کے سکول کی ضروریات پر اضافی وظیفہ کی رقم کے اثرات:

گوکہ اساتذہ سکول کی ضروریات کے ضمن میں زیادہ خرچہ کی پیشن گوئی نہیں کر سکتے ہیں مگر بہاولپور کے کچھ سکول پر امید تھے کہ سکول کی ضروریات اور یونیفارم وغیرہ پر اضافی وظیفہ کی رقم خرچ ہوگی۔ یہ وہ ضروریات ہیں جو کہ حکومت / سکول انتظامیہ کے دائرہ کار میں نہیں آتی۔ انھوں نے چند لڑکیوں کو آپس میں مشاہدہ کرتے پایا کہ اس اضافی رقم سے وہ کون سی ضروری اشیاء خریدیں گی۔

اضافی وظیفہ کی خبر کو والدین اور طلباء تک ہیڈ ٹیچرز اور ٹیچرز نے پہنچایا۔ بہاولپور میں سات ہیڈ ٹیچرز، مظفرگڑھ میں دس ٹیچرز، اسی طرح سے بہاولپور سے بارہ ٹیچرز اور مظفرگڑھ کی پندرہ میں سے دس ٹیچرز نے بتایا کہ والدین اور لڑکیوں کو وظیفہ میں اضافہ کے بارے میں خوش اور مطمئن پایا کہ یہ وظیفہ طالبات کے لئے فائدہ مند ثابت ہوگا۔ انھوں نے مزید بتایا کہ اس رقم سے لڑکیوں کی صحت اور صفائی کی بنیادی ضروریات، گھریلو اشیاء مثلاً جوتے، موزے اور کچن کے ضروری برتن جو کہ بہت مہنگے نہیں ہوتے خرید سکیں گے۔ دونوں اضلاع کے دو سکولوں نے اس بات کا ذکر کیا کہ وظیفے کی اضافی رقم کے اعلان کے ساتھ ہی داخلوں میں اضافہ ہو گیا تھا۔

حالانکہ وظیفے کی اضافی رقم سکول تک نہیں پہنچی۔ مظفرگڑھ کے ایک سکول میں والدین کی یہ رائے تھی کہ وظیفہ کی رقم زیادہ ہونی چاہیے اور وہ اس کو اپنا بنیادی حق سمجھتے ہیں۔ بہاولپور کے ایک سکول میں والدین نے بچیوں کی تعلیم میں سہولت کے لئے وظیفہ کو نرسری سے متعارف کروانے کی گزارش کی۔ بہاولپور کے تین کے علاوہ تمام سکول اور مظفرگڑھ کے ایک سکول میں وظیفے کی بدولت کمیونٹی کی سوچ میں کسی بھی تبدیلی کا اندازہ نہیں ہوا کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ وظیفہ کی رقم اتنی کم ہے کہ زیادہ غریب خاندانوں کے لئے اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ سکول کو اکثر والدین کی طرف سے شکایت موصول ہوتی ہے کہ ان کی بیٹیاں مہینہ 200 روپے سے کہیں زیادہ کما سکتی ہیں تو پھر وہ اپنی لڑکیوں کو اتنی کم رقم کے عوض سکول کیوں بھیجیں۔

لڑکیوں کے اعتماد پر اثر:

مظفرگڑھ کے چھ سکولوں اور بہاولپور کے دو سکولوں نے اس امر کا اظہار کیا ہے کہ وظیفہ اور اب اضافی وظیفہ کی وجہ سے لڑکیاں زیادہ پر اعتماد ہیں۔ مظفرگڑھ کے اکثر سکولوں اور بہاولپور کے ایک سکول کے مطابق لڑکیاں وظیفے کی ترسیل کی تاریخ اور اس میں اضافے کے بارے میں متجسس تھیں اور باقاعدگی سے سکول آتی تھیں۔ اساتذہ کے مطابق جن سکولوں میں وظیفے کی ترسیل باقاعدگی سے ہو رہی ہے وہاں لڑکیوں کی شرح داخلہ بھی بڑھ رہی ہے اور کمیونٹی میں اس وظیفے کا مثبت اثر بھی دیکھنے میں آیا ہے۔ باقی سکولوں کی ان معاملات پر

لڑکیوں سے کوئی بحث نہیں ہوئی ہے۔ مظفر گڑھ کی ایک ٹیچر نے ذکر کیا کہ لڑکیاں خوش تھیں کہ اسطرح جبری مشقت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ مختلف سکول ٹیچرز اور ہیڈ ٹیچرز کا وظیفے کا لڑکیوں کو بااختیار بنانے کے لئے فائدہ مند ہونے کے بارے میں رائے مختلف تھی۔ بہاولپور کے تمام بارہ سکولوں کے مطابق وظیفے کی وجہ سے لڑکیاں اپنی صحت اور صفائی کے لئے وظیفہ کی رقم سے کچھ خرید سکتی ہیں۔ یہ احوال بہاولپور میں آٹھ اور مظفر گڑھ میں اس سے کم سکولوں کا ہے۔

دونوں اضلاع میں گیارہ سکولوں نے اس امر کا اظہار کیا کہ وظیفہ کی بدولت لڑکیوں کی انفرادی قدر گھروں کے اندر اور کمیونٹی میں بڑھی ہے۔ بہاولپور کے پانچ سکولوں اور مظفر گڑھ کے چار سکولوں نے مڈل سکول میں لڑکیوں کی سماجی مہارت پر روشنی ڈالی۔ چونکہ زیادہ لڑکیاں سکول آ رہی ہیں اور دوست بنا رہی ہیں تو اس سے ان کے روزگار کے مواقع بڑھ گئے ہیں۔ گو کہ تمام سکول اس بات پر متفق ہیں کہ وظیفہ نے لڑکیوں کے وقار، احترام اور خود مختاری پر مجموعی طور پر مثبت اثر ڈالا ہے مگر بہاولپور کے تین سکولوں نے اس ضمن میں کسی تبدیلی کا ذکر نہیں کیا۔ سکولوں کی ایک بہت ہی کم تعداد (بہاولپور کے تین سکول اور مظفر گڑھ کا ایک) نے اس بات کا اظہار کیا کہ لڑکیاں اب گھروں میں فیصلہ سازی میں شرکت کرتی ہیں۔

بچپن / کم عمری کی شادی پر اثرات:

حکومت کا وظیفہ سکیم کے تعارف کے باوجود اب بھی کم عمری اور جبری شادی کا خطرہ موجود ہے۔ تاہم کچھ والدین جو ماضی میں بچیوں کی کم عمر میں شادی کر دیتے تھے وہ اب شادی میں چند سال تاخیر کو پسند کریں گے اور لڑکیوں کو شادی سے پہلے مڈل تک تعلیم دلوانا چاہیں گے۔ مگر یہ تبدیلی رائے نہ ہونے کے برابر ہے کیونکہ بہاولپور کے صرف دو سکولوں سے وظیفے کی وجہ سے اس رسم میں کمی کا ذکر کیا ہے جبکہ باقی بارہ سکولوں نے اس رسم میں کسی کمی کا ذکر نہیں کیا اور ان کے مطابق حالات پہلے جیسے ہیں۔ اس کے برعکس مظفر گڑھ کے نو سکولوں نے سکیم کی وجہ سے بچپن کی شادیوں میں کمی کا ذکر کیا۔

بہاولپور کے دو سکولوں اور مظفر گڑھ کے ایک سکول میں ایک بچی کے داخلے کی خبر ملی تھی تاہم بہاولپور والے سکول کی لڑکی نے داخلے کے فوراً بعد سکول چھوڑ دیا۔ اس کے علاوہ وہ والدین جو پہلے اپنی بیٹیوں کو سکول جانے کی اجازت نہیں دیتے تھے وہ اب اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ ان کی لڑکیاں گھر سے باہر جائیں اور باقاعدگی سے سکول میں حاضر ہوں۔ ان تمام تصورات سے کچھ حد تک منتخب اضلاع میں لڑکیوں کے لئے دیکھ بھال اور احترام کے احساس میں اضافہ ہوا ہے۔ لڑکیوں کا زیادہ خیال رکھنے کے احساس کی وجہ سے لڑکیوں کے سکول میں داخلوں کی شرح بڑھی ہے اور سکول چھوڑنے کی شرح کم ہوئی ہے۔ اس سکیم کی کامیابی کے پیش نظر دونوں اضلاع میں دو دو سکولوں نے والدین کی لڑکوں کے لئے وظیفے کی درخواست کا بھی ذکر کیا ہے تاکہ جبری مشقت کو کم کیا جا سکے۔

ٹیچرز اور ہیڈ ٹیچرز کے لئے بنائے گئے آئی ڈی آئی کے آلات کی وجہ یہ اندازہ لگانے میں بہت مدد ملی کہ معاشرے کے کون سے طبقے کو وظیفہ پروگرام سے سب سے زیادہ فائدہ ہوا ہے۔ اس سلسلے میں نتائج کے جوابات کے تجربے میں معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ تر غریب، لوئر مڈل کلاس اور ایسی کمیونٹیز جو کہ بچپن / کم عمری کی جبری شادیوں میں ملوث تھیں ان کو فائدہ پہنچا ہے۔ اپر مڈل کلاس میں وہ والدین شامل ہیں جن کی متواتر آمدن ہے اور ہر مہینے صرف ضرورت کی اشیاء کو خرید سکتے ہیں۔ یہ وہ والدین ہیں جو سکول کے اخراجات تو برداشت کر سکتے ہیں مگر دور دراز سکول تک نقل و حمل کے اخراجات کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتے۔ والدین کے ساتھ ایف جی ڈی میں ان عوامل کا ذکر ہوا۔ چنانچہ مڈل اور اپر مڈل کلاس کو چھوڑ کر معاشرے کے تقریباً ہر طبقہ نے اس پروگرام کا خیر مقدم کیا۔ تاہم بعض نجی سکول اور مخیّر حضرات سمجھتے ہیں کہ اس سکیم سے مشقت کے بغیر خاندانوں کو مالی معاونت دینا گداگری کو فروغ دینے کے برابر ہے۔

سماجی و معاشی مواقع تک خواتین کی رسائی:

بہاولپور کے گیارہ اور مظفر گڑھ کے چھ سکولوں کا اندازہ یہ تھا کہ چونکہ پہلے کی نسبت اب لڑکیوں کو گھر سے باہر جانے کی اجازت مل رہی ہے تو اس سے ان کے لئے گھر کے باہر اقتصادی مواقع دریافت کرنے کی راہ ہموار ہوگی۔ دوسرے لوگوں کی رائے یہ ہے کہ لڑکیوں کے داخلے میں اضافے اور لڑکیوں کی تعلیم کی اہمیت کو سمجھنے سے تبدیلی کا اندازہ ہوتا ہے۔ مگر یہ تبدیلی روایتی ذہنیت پر اتنی اثر انداز نہیں ہوئی کہ وہ لڑکیوں کو اقتصادی ترقی کے لئے باہر نکلنے کی اجازت دیں۔ بہاولپور کے ایک سکول میں ایسی لڑکیوں کی نشاندہی ہوئی ہے جو کہ تعلیم کے ساتھ ساتھ کچھ کام بھی کر رہی ہیں یعنی اب ان کے والدین لڑکیوں کے اقتصادی مقاصد کے لئے گھر سے باہر جانے پر مطمئن ہیں۔

فنڈز تک رسائی:

وظیفہ کی رقم خرچ کرنے سے پہلے اجازت لینے کے سوال پر ردِ عمل ملا جلا تھا۔ دونوں اضلاع میں چھ چھ سکولوں کا خیال تھا کہ والدین اکثر اخراجات پر بات چیت کرتے ہیں تاہم باقی والدین نے اس کی نفی کی۔ بہاولپور کے چار سکولوں اور مظفر گڑھ کے تین سکولوں نے بتایا کہ والدین اکثر یہ رقم سکول جانے والی لڑکیوں کی ضروریات کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

مظفر گڑھ کے نو اور بہاولپور کے دو سکولوں کا خیال تھا کہ جو کمیونٹیز سکولوں سے دور ہیں وہ تمام عدم تحفظ اور محفوظ پبلک ٹرانسپورٹ کی کمی کی وجہ سے اپنی لڑکیوں کو سکول نہیں بھیجتے۔ حالانکہ وہ لڑکیاں وظیفے کی وصول کنندہ ہیں۔ بہاولپور کے پانچ سکولوں کی زبانی پتہ چلا کو جو لڑکیاں ماہانہ 200 روپے سے زیادہ کماتی ہیں ان کے والدین انھیں سکول نہیں بھیجتے کیونکہ انھیں اس میں مالی فائدہ نظر نہیں آتا۔ مظفر گڑھ کے تین سکولوں کا کہنا تھا کہ کچھ کمیونٹیز سے رابطہ نہیں کیا گیا اور انھیں اس سکیم کے بارے میں کوئی علم نہیں۔ یہ کمیونٹیز لڑکیوں کی تعلیم کے لئے متحرک نہیں ہیں اور اس ترغیبی سکیم کے بارے میں نہیں جانتی۔

مظفر گڑھ کے نو اور بہاولپور کے دس سکولوں کا کہنا تھا کہ وہ بالغ لڑکیوں کے لئے کسی وظیفہ سکیم کے بارے میں نہیں جانتے۔ تاہم بعض سکولوں نے سکول سے باہر بچوں کے لئے دوسرے سرکاری وظیفوں کا ذکر کیا جن میں مندرجہ ذیل شامل ہیں۔ این ایس پی (نیا سکول پروگرام) پنجاب ایجوکیشن فنڈ کے تحت بی آئی ایس پی (بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام) اور وی ٹی آئی (ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ)۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہدف کی گئی کمیونٹیز میں لڑکیوں کی تعلیم سے متعلق دوسرے وظائف بھی ہیں جو کہ براہِ راست سرکاری شعبے کی مداخلت کے ذریعے یا بلاواسطہ طور پر نجی شعبے کے ذریعے لڑکیوں کے داخلوں اور تعلیم سے متعلق ہیں۔ اس کی ایک مثال حکومت پنجاب کا متعارف کروایا ہوا این ایس پی ہے جو کہ پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ پروگرام ہے۔ Ref. http://pef.edu.pk.pefsis.edu.pk/nsp/nsp-faq.aspx

گو کہ پروگرام سے منسلک لڑکیوں کو وظیفہ کی کوئی مد نہیں ہے مگر سروے سے پتہ چلا کہ والدین نے سن رکھا ہے کہ این ایس پی سکولوں اور قریبی کمیونٹیز میں وظیفے دیئے گئے ہیں۔ اس بات کا ذکر کیا گیا کہ کچھ متبادل وظیفہ کی سکیمیں صرف مظفر گڑھ میں پیش کی جارہی ہیں۔ تاہم بی آئی ایس پی وسیلہ۔ ای۔ تعلیم صرف بہاولپور میں دستیاب ہے۔ اس بات کی تصدیق بی آئی ایس پی کے آن لائن پورٹل سے بھی کی ہوسکتی ہے جو بہاولپور پروگرام کے دوسرے فیز میں شامل ستائیس اضلاع میں سے ایک ضلع ہے۔
(Ref. http://www.bisp.gov.pk/others/profile2 7districts.pdf)

جہاں تک وی ٹی آئی کا ذکر ہے والدین نے آگاہ کیا کہ ان کی کمیونٹی میں موجود چند وی ٹی آئی مالی وظیفے کے ساتھ ساتھ فنی تربیت بھی پیش کرتے ہیں۔ سکول نے بتایا کہ اگر کسی متبادل ذرائع سے بہتر وظیفہ مل رہا ہوتا والدین بچوں کو سکول نہیں بھیجتے اور اس کی جگہ وی ٹی آئی میں شرکت کر لیتے ہیں۔ ایسی صورت میں ضرورت اس بات کی ہے کہ متعلقہ سرکاری محکمے وی ٹی آئی کی وظیفہ سکیم کو چیک کریں کہ کہیں وہ بالغ لڑکیوں کی تعلیم میں مداخلت تو نہیں کر رہی۔ سکولوں کی رائے تھی کہ وظیفہ سکیم ناخواندگی کے خاتمے تک جاری رہنی چاہیے تاکہ جب یہ سکیم مرحلہ وار ختم کی جائے تو کمیونٹیز اپنے پاؤں پر اقتصادی طور پر کھڑی ہوسکیں۔ اگر کسی مالی مدد کے بغیر اسے بند کر دیا جاتا ہے تو کمیونٹی اپنی لڑکیوں کو پھر سے سکول بھیجنا بند کردیں گے کیونکہ غربت کمیونٹیز کے لئے مالی معاونت سب سے بڑی حوصلہ افزائی ہے۔

تحفظات:

لڑکیوں کے رویے میں تبدیلی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے دونوں اضلاع کے سکول سٹاف نے متفقہ طور پر لڑکیوں کے لئے وظیفہ سکیم کو سراہا۔ انھوں نے اس امر کا بھی ذکر کیا کہ جو وظیفہ ہر تیسرے مہینے دیا جانا چاہیے وہ اکثر تاخیر کا شکار رہتا ہے۔ بہاولپور کے سات سکول اور مظفر گڑھ کے دو سکول اس تاخیر کی شہادت دیتے ہیں۔ ان سکولوں میں پانچ سے چھ ماہ کی تاخیر ہوئی تھی۔ مظفر گڑھ کے تیرہ سکولوں نے زیادہ تاخیر کا ذکر کیا۔ تاہم بہاولپور کے اکثر انٹرویوز میں تاخیر کا ذکر کرتا تھا۔ تقریباً تمام ٹیچر اور ہیڈ ٹیچر نے وزیر اعلیٰ پنجاب جناب شہباز شریف کے وظیفہ بڑھانے کے اعلان (600 روپے۔ 1000 روپے) کے بعد بھی وظیفے کی اضافی رقم کے موصول نہ ہونے کے بارے میں تحفظات کا اظہار کیا۔

والدین کو اس اعلان سے بے حد مسرت ہوئی اور انھوں نے اپنی بیٹیوں کو باقاعدگی سے سکول بھیجنا شروع کر دیا ہے اور نئے داخلے بھی ہو رہے ہیں۔ تاہم اضافہ کے ساتھ منسلک کوئی قابلِ ذکر تبدیلی تبھی نظر آئے گی جب اضافے کی رقم بلا تاخیر طلباء تک پہنچ جائے۔

3۔ سی بی اوز سے نتائج اور سرکاری حکام کی وظیفہ کے بارے میں شعور:

سی بی اوز اور ضلع حکومتی آفیسر (AEOs) کا ان کی کمیونٹی میں وظیفہ پروگرام کے اثرات کو سمجھنے کے لئے انٹرویو لیا گیا۔ انھوں نے حرکات، مقاصد اور وظیفہ سکیم کے اہم خصوصیات کے بارے میں واضح تفہیم کا مظاہرہ کیا۔ گو کہ وضاحت کا طریقہ ہر ایک کا مختلف تھا بہر حال انھیں سکیم کے مقاصد کے بارے میں معلومات تھی۔ ان کے مطابق یہ سکیم حکومتِ پنجاب کی طرف سے ناخواندگی کے خلاف مہم ہے اور اس میں تعلیم میں صنفی عدم مساوات کے مسئلے سے نمٹنے کیلئے مڈل سکول کی کم عمر لڑکیوں کو سہ ماہی بنیاد پر وظیفہ دیا جاتا ہے۔ وظیفہ کی شرائط یہ ہیں کہ طالبہ کی حاضری ہر ماہ کم سے کم اسی فیصد ہو۔ یہ سکیم پنجاب کے بارہ ایسے اضلاع سے متعارف کروائی گئی ہے جہاں مختلف جائزوں نے ثابت کیا ہے کہ لڑکیوں کے داخلے کی شرح لڑکوں کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ انھیں اس امر کا بھی علم تھا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب جناب شہباز شریف نے حال ہی میں وظیفہ کی رقم کو 600 روپے سے بڑھا کر 1000 روپے کر دی ہے مگر تا حال یہ اضافی رقم لڑکیوں تک نہیں پہنچی۔

CBO's اور سرکاری حکام کی اکثریت اس نقطہ نظر سے متفق ہے کہ اس پروگرام کی بدولت وصول کنندہ لڑکیوں کے خاندانوں کو مالی معاونت ملتی ہے۔ گو کہ بہت زیادہ نہیں مگر پروگرام کچھ مالی ترغیب پیش کر رہا ہے جس کی بدولت والدین بیٹیوں کو سکول بھیجنے پر راضی ہیں۔ حکومت کی طرف سے اس مالی امداد سے لڑکیوں کی تعلیم کی اہمیت میں اضافہ ہوا ہے۔ انٹرویو کے شرکاء کی اکثریت اس بات پر بھی متفق ہے کہ وظیفہ کی رقم سے براہ راست لڑکیوں کو فائدہ پہنچتا ہے کیونکہ اس رقم سے وہ سکول کی ضروریات کی چیزیں خرید لیتی ہیں جو ضلعی تعلیمی محکمہ کے تحت انھیں مہیا نہیں کی جاتیں۔ سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ لڑکیوں کے داخلے میں اضافہ ہوا ہے۔ بہاولپور سے ایک سی بی او کے نمائندے نے اس بات پر زور ڈالا کہ لڑکیوں کی حاضری کا ریکارڈ اور پیش کرنے کا طریقہ کار زیادہ شفاف بنانے کی ضرورت ہے تا کہ حقیقی حاضری کی عکاسی ہو اور لڑکیوں کو وقت کی پابندی کے ساتھ سکول جانے کی حوصلہ افزائی ہو۔ صرف اسی صورت میں تعلیم میں حقیقی خواندگی کے ہدف اور صنفی مساوات کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس نمائندے کے مطابق کچھ سکولوں میں حاضری کے ریکارڈ کے ساتھ ردوبدل بھی سامنے آیا ہے۔

ایک اور نمائندے نے اس بات کا ذکر کیا کہ وظیفہ کی رقم والدین کی بڑی تعداد کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے ناکافی ہے اور منتخب اضلاع کی غریب آبادی کے کسی بھی مالی بحران کو حل نہیں کرتی۔ سی بی اوز نے اس امر کا بھی ذکر کیا کہ تعلیم کے لئے کمیونٹی کو متحرک کرنے کے لئے کاروائی کے مخالف بار بار دلیل مالی بوجھ ہے۔ منتخب شدہ بارہ اضلاع جنوبی پنجاب کے سب سے غریب علاقے ہیں جہاں اگر والد کو بچوں کی تعلیم پر راضی کر لیا جائے تو وہ بیٹوں کو پہلے سکول بھیجے گا اور مالی مشکلات کی وجہ سے لڑکیوں کی تعلیم پر سمجھوتہ نہ کرے گا۔ لہٰذا یہ مالی امداد پہلے سے ہی متحرک والدین کے لئے اضافی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

حکومتی اہلکاروں کی اکثریت نے کہا کہ والدین اس رقم کو نقل و حمل، کاپی اور پن پنسل خریدنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ سکول کی طرف سے صرف درسی کتابیں مفت دی جاتی ہیں اور والدین دوسری اشیاء خریدنے کی سکت نہیں رکھتے۔ تاہم وظیفہ سکیم نے یہ مسئلہ حل کر دیا ہے۔ اس پروگرام نے لڑکیوں کو تعلیم دلوانے کا مالی بوجھ والدین کے کندھوں سے ہٹا دیا ہے، جس کی وجہ سے ہر مہینے داخلوں کی شرح میں اضافہ ہو رہا ہے۔

وہ لڑکیوں کی صحت سے متعلق معاملات پر رائے دی اور لڑکیوں کی صحت اور صفائی کی دیکھ بھال میں کچھ بہتری کی طرف اشارہ کیا۔ تاہم وہ اس بارے میں حتمی رائے نہیں دے سکے کہ آیا یہ بہتری وظیفے کی رقم کا حفظانِ صحت پر خرچ کرنے سے ہوئی ہے یا پھر خواندگی میں اضافے کی وجہ سے سرکاری اہلکاروں کو صحت سے متعلق مسائل پر وظیفے کے اثرات کے بارے میں واضح علم نہیں تھا۔

تاہم دو سرکاری اہلکار جن کا تعلق بہاولپور سے تھا کی رائے میں چونکہ اب زیادہ والدین بیٹیوں کو سکول جانے کی اجازت دے رہے ہیں تو آئندہ اُمید کی جا سکتی ہے کہ انھیں اقتصادی سرگرمیوں میں بھی شرکت کی اجازت مل جائے گی۔ دوسرے اہلکاروں کا خیال تھا کہ چونکہ ایسے والدین کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے جو اپنی بچیوں کو اجازت دے رہے ہیں، یہ اچھا موقع ہے انہیں اس کی طرف راغب کرنے کا کہ وہ آئندہ مستقبل میں اپنی تعلیم یافتہ لڑکیوں کو اقتصادی مواقع تک رسائی دینے کی اجازت بھی دیں۔ اُنھوں نے اس امر کی اہمیت کا بھی ذکر کیا کہ والدین کی شمولیت کے بغیر کچھ ممکن نہیں ہے اس لئے ہر معاملے میں والدین کو اعتماد میں لیا جائے۔

چار کمیونٹی نے اس امر سے لاعلمی کا اظہار کیا کہ والدین پیسے لیتے ہوئے لڑکیوں کو مطلع کرتے ہیں۔ باقی کمیونٹی اور حکومتی حکام اس بات پر متفق تھے کہ والدین وظیفے کی رقم لیتے ہوئے اپنی بیٹیوں کو قطعاََ نہ پوچھتے اور نہ ہی بتاتے ہیں کہ رقم کس مقصد کے لئے لے رہے ہیں۔ ان کمیونٹیز میں وظیفے کی رقم بانٹنے والی تنظیموں میں ادارہ تعلیم و آگاہی، بہاولپور جبکہ بیت المال مظفرگڑھ میں کام کر رہی ہیں۔

سرکاری حکام اور کمیونٹی تنظیموں کو تشویش ہے کہ اگر وظیفے کی سکیم بند کر دی گئی تو اس سے والدین مایوس ہو جائیں گے۔ سکولوں میں شرح داخلہ کم ہو جائے گی اور ناخواندگی میں اضافے کی وجہ سے ضلع میں بچوں سے مزدوری کروانے کو فروغ ملے گا۔ (اس مالی معاونت کی وجہ سے اس لعنت میں خاطر خواہ کمی واقع ہوئی تھی۔)

اختتامیہ اور سفارشات

ایسے عوامل کی ایک بڑی تعداد کا اندازہ لگایا گیا جو براہ راست یا بالواسطہ طور پر وظیفے سے پہلے اور بعد میں لڑکیوں کی تعلیم، ان کے وقار، رویے کی تبدیلی اور معاشرے میں ان کی حیثیت پر اثر انداز ہوئے ہیں۔ اس مطالعے سے کچھ کلیدی نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں جو تمام سٹیک ہولڈرز کو ٹھوس تجاویزات اور سفارشات کی طرف لے جاتے ہیں۔

ضلعی محکمہ تعلیم کی سطح پر سفارشات:

1۔ وقت پر وظیفے کی ادائیگی:

تحقیق گھریلو کٹی میں وظیفے میں اضافے کے اثرات کے مطالعے پر مرکوز تھی۔ گھریلو کٹی کے علاوہ دوسرے اخراجات اضافی راشن اور دیگر ضروری اشیاء جو کہ وظیفے کے متعرف ہونے سے پہلے خریدی نہیں جاتی تھیں۔ تاہم مطالعے سے ایک اہم مسئلہ ابھر کر سامنے آیا کہ کئی لڑکیوں کو وظیفے کی ادائیگی میں بہت زیادہ تاخیر ہوتی رہی ہے۔ اس وجہ سے وہ سکول کی ضروریات کا سامان خریدنے سے قاصر رہتی ہیں اور سکول میں ان کے داخلے میں اضافے کے ہدف کا حصول مشکل ہو جاتا ہے۔ بہاولپور میں وظیفہ کی ترسیل میں تاخیر سے نمٹنے کے لئے ضلعی محکمہ تعلیم کی جانب سے فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ اس بات کا پتہ چلا ہے کہ بہاولپور کے کئی سکولوں میں طالبات کو 2015 کے وسط سے کوئی رقم موصول نہیں ہوئی ہے۔ اس امر کی بنیادی وجہ خدمت کارڈ کے اجراء میں تاخیر ہے۔ متعلقہ محکمہ کو تحقیق کرانی چاہیے کہ تاخیر صرف بہاولپور میں ہوئی جبکہ مظفر گڑھ میں نہیں ہے۔ خدمت کارڈ میں تاخیر کی وجہ سے مظفر گڑھ میں وظیفے کی ترسیل نہیں روکی گئی۔ وسیع تاخیر اور وظیفہ کی حقیقی نوعیت کے بارے میں شعور کی کمی کے باعث جب کچھ لڑکیوں کو حاضری کی شرط پوری کرنے پر وظیفہ ملتا ہے تو ان لڑکیوں کے والدین جن کو وظیفہ نہیں ملا ہوتا سمجھتے ہیں کہ شاید ان کی اقتصادی حیثیت یا پر کسی اور وجہ سے چند لڑکیوں کو مل گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہاولپور کے آٹھ سکولوں میں وظیفے کا کوئی مثبت اثر نہیں نظر آیا اور والدین کی طرف سے تاخیر اور بے قاعدگیوں کی شکایت موصول ہوئی۔

2۔ والدین کو وظیفے کے بارے میں درست معلومات کی فراہمی:

مطالعہ کئے گئے سات مختلف ایف جی ڈیز میں والدین اس بات سے بے خبر تھے کہ وظیفہ کے لئے صرف 80% حاضری کی شرط ہے۔ شرکاء کی اکثریت وظیفہ کی انتظامیہ کے حوالے سے درپیش کسی بھی معاملے میں شکایت کے طریقہ کار سے لاعلم تھی۔ وظائف وصول کرنے کے عمل میں شفافیت برقرار رکھنے کے لئے مسلسل عمل دونوں اضلاع کے تمام سکولوں میں اپنایا جانا چاہیے۔ اس کے علاوہ وظیفے کی انتظامیہ میں تضادات کی موجودگی کی صورت میں طلباء اور والدین کو شکایات کرنے کے طریقہ کار کا علم ہونا چاہیے۔

3۔ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے رویوں میں تبدیلی کے لئے کمیونٹی شعور بیدار کرنے کیلئے پروگرام کا انعقاد:

تمام اعداد و شمار جمع کرنے اور ان کے تجزیے سے معلوم ہوا ہے کہ اگرچہ لڑکیوں کے داخلوں کی شرح میں نمایاں اضافہ ہوا ہے مگر پھر بھی سکول جانے والی عمر کی لڑکیوں کی آبادی کی نسبت اب بھی بہت کم لڑکیاں سکول جاتی ہیں۔ قدامت پسند والدین اب بھی لڑکیوں کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ اس لئے اس پروگرام کو لڑکیوں کی تعلیم کے مقاصد کو حاصل کرنے تک جاری رہنا چاہیے۔ روایتی سوچ کو بدلنے کے لئے زیادہ معلوماتی پروگرام اور اہم شخصیات کا سہارا لینا پڑے گا۔ حکومت اور کمیونٹی کی سطح پر کام آنے والی تنظیموں کو یکجا ہو کر جارحانہ طریقے سے کمیونٹیز کو قائل کرنے کی کوشش کرنی چاہئیں۔

4۔ کم عمری کی شادی کو ختم کرنے کے لئے اضافی منصوبہ بندی:

والدین کے مطابق وظیفہ میں اضافے سے لڑکیوں کو مزید جذباتی اور مالی تحفظ ملے گا۔ اس کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ کم عمری کی شادیاں رک جائیں جو صرف مالی بوجھ سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے کی جاتی ہیں۔ تاہم اس وظیفے سے اس امر میں بہت کم تبدیلی ہوئی ہے۔ لڑکی کی شادی کی عمر کا تعین کرنے کے لئے مزید شعور اور تعلیم کے فوائد پر مزید انحصار کی ضرورت ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ والدین کو مزید سمجھ اور فہم دینے کے لئے پروگرام تیار کریں، والدین کی حوصلہ افزائی کی جائے اور متروک روایات سے

آزاد ہونے کے لئے ان کی ہمت بندھائی جائے۔ واضح رہے کہ ایک بہتر اور منظم وظیفہ پروگرام والدین کے ذہن اور لڑکیوں کی تعلیم کی طرف ان کا رویہ بدلنے میں مددگار ثابت ہوگا۔ اس سے لڑکیوں کو ہر سطح پر لڑکوں کی طرح یکساں احترام دیا جائے گا اور کم عمری کی شادی کی روایت کو معاشرے سے ختم کر دیا جائے گا۔

5۔ تیل اور ایندھن کی قیمت سے وظیفے کی رقم کی مطابقت:

چونکہ وظیفے کی رقم سے اکثر و بیشتر طالبہ کے سکول آنے جانے کے اخراجات میں استعمال ہوتی ہے، اس لئے حکومت کو چاہیے کہ وظیفے کی رقم کا تعین تیل ایندھن کی قیمت سے کیا جائے۔

6۔ وظیفہ کے دائرہ کار میں اضافہ:

والدین نے مطالبہ کیا کہ بچوں کی مزدوری کے خاتمہ کے لئے لڑکوں کو بھی وظیفہ دیا جائے اور لڑکیوں کو پرائمری سے لے کر تمام گریڈ تک وظیفہ دیا جانا چاہیے۔ والدین اس وظیفے کو اپنا بنیادی حق سمجھتے ہیں۔ منتخب اضلاع میں شدید اور مروجہ غربت کی وجہ سے اس مالی معاونت کے بغیر والدین بچوں کو سکول بھیجنے سے قاصر ہیں۔

7۔ دیگر سرکاری محکموں کی شمولیت:

جائزہ لینے سے پتا چلا کہ والدین کے اطمنان کی سطح بہت مختلف ہے۔ ایسے والدین جن کے چھ یا اس سے زیادہ بچے ہیں وہ اس سکیم کو بہت فائدہ مند نہیں سمجھتے کیونکہ ان کے نزدیک وظیفے کی رقم اس آمدن سے بہت کم ہے جو ان کی بیٹی کما کر لا سکتی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تعلیمی طور پر خود مختار بنانا صرف محکمہ تعلیم کی ذمہ داری نہیں بلکہ اس میں محکمہ بہبود آبادی کو بھی اپنا کردار ادا کرنا ہوگا تا کہ اس مسئلے کو حل کیا جا سکے۔ چونکہ کمیونٹیز کو متحرک کرنے کا عمل جاری ہے اس کے پس منظر میں تمام سرکاری حکام کی طرف سے سفارش ہے کہ خواتین کو بااختیار بنانے سے متعلق تمام اقدامات کو موثر انداز میں چلنا چاہیے تا کہ خواتین کو مساوی معاشی حقوق تک رسائی حاصل ہو سکے۔

8۔ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ وظیفہ دیگر فائدہ مند سکیم کے برابر ہو:

اس امر کا بھی علم ہوا کہ اگر کوئی متبادل وظیفہ سکیم زیادہ پیسے دے رہی ہو تو لڑکیاں سکول نہیں آتی۔ حکومت کو چاہیے کہ تحقیق کرے اور وظیفے کی رقم کسی بھی دوسری متبادل سکیم سے کم و بیش برابر رکھیں۔

سکول کی سطح پر سفارشات:

1۔ سکول کی لڑکیوں کو سکیم کے لئے مثال اور سفیر کے طور پر استعمال کیا جائے:

وظیفہ حاصل کرنے والی لڑکیاں جب اپنی کمیونٹی میں خوشی کا اظہار کرتی ہیں اور وظیفے کی بابت جوش و خروش دکھاتی ہیں تو اس سے باقی والدین میں بھی اپنی بیٹیوں کو سکول بھیجنے کا جذبہ اُبھرتا ہے۔ وظیفے کی اضافی رقم سے اکثر والدین اور لڑکیاں گھر سے یا خرید کر روزانہ نہ سہی مگر کچھ دن دوپہر کا کھانا لاتی ہیں۔ اس کے علاوہ اس رقم سے وہ سکول بیگ، یونیفارم اور سردیوں میں گرم کپڑے بھی جلد حاصل کرتی ہیں۔ لڑکیاں اس رقم سے حفظانِ صحت کی اشیاء کے ساتھ ساتھ راشن بھی خریدتی ہیں۔ لڑکیوں کی خود اعتمادی میں بہتری کی وجہ سے گھر کے افراد اور کمیونٹی کے ممبران سے ان کے تعلقات میں بھی بہتری آئی ہے۔ خوشگوار تعلقات نہ صرف اچھی اور صحت مند زندگی کے لئے ضروری ہیں بلکہ خواتین کو تنہائی اور ڈپریشن سے بھی محفوظ رکھتے ہیں۔ وظیفہ سکیم نے لڑکیوں کی خود اعتمادی بڑھائی ہے جس کے نتیجے میں گھر کا ماحول بہتر ہوگیا ہے۔

سکولوں کو اس طرح کی مثبت اقدامات پر زور دینا چاہیے۔ سکولوں کو چاہئے کہ وظیفہ اسکیم پر مباحثے اور لیکچرز کا اہتمام کریں تا کہ یہ لڑکیاں دوسری لڑکیوں کے لئے وظیفہ سکیم کی سفیر بن سکیں۔

2۔سکول کو وظیفہ کی بروقت ترسیل میں مددگار ثابت ہونا چاہیے:

کچھ اسکولوں میں لڑکیوں کو وظیفہ کی ترسیل کی تاریخ کے بارے میں ابہام تھا۔ان سکولوں میں نہ صرف داخلے کی شرح بہتر تھی بلکہ وظیفہ کی ترسیل بھی باقاعدگی سے ہوتی تھی۔ ہرسکول کی انتظامیہ کو چاہیے کہ اس امر پر غور کریں کہ وہ کون سے عوامل ہیں جن کی بناء پر چند اسکول اس اسکیم کو خوش اسلوبی سے چلا رہے ہیں۔

3۔وظیفہ کے صحیح استعمال کے بارے میں معلومات پھیلائیں:

یہ بات قابلِ غور ہے کہ کچھ سکولوں میں وظیفہ کی ترسیل کے باوجود لڑکیوں کی ظاہری حالت ان کے یونفارم یا سکول کی اشیاء میں کوئی بہتری نظر نہیں آئی۔اسکول انتظامیہ کا فرض ہے کہ وہ والدین پر اس بات کو واضح کردیں کہ وظیفہ کی رقم بنیادی طور پر لڑکیوں کے اسکول کے اخراجات، ان کے کھانے اور حفظانِ صحت کی چیزوں کے حصول کیلئے استعمال ہونی چاہئے۔

4۔سکول میں پڑھنے والی شادی شدہ لڑکیوں کو ترجیح دینی چاہئے:

کچھ سکولوں نے ایسی لڑکیوں کو داخلہ دینے سے متعلق بتایا جن کی چھوٹی عمر میں شادی ہوگئی تھی اور وہ اب پڑھنا چاہتی ہیں یا اپنی پڑھائی جاری رکھنا چاہتی ہیں۔اگر ایسی کوئی طالبہ اسکول آنا چھوڑ دے تو انتظامیہ کو اس کی تحقیق کرنی چاہئے۔اسکول کا ماحول محفوظ اور ان لڑکیوں کی طرف گرم جوش ہونا چاہئے تاکہ انھیں دوبارہ اسکول نہ چھوڑنا پڑے۔

سماجی کارکن گروپ اور کمیونٹی سطح کی تنظیموں کے لئے سفارشات:

1۔وظیفہ کے بارے میں معلومات فراہم کرنے میں زیادہ فعال ہونا:

بعض والدین کو سماجی کارکنوں اور کمیونٹی ممبران کی طرف سے راضی کیا گیا بلکہ انہیں وظیفہ سے متعلق آگاہ بھی کیا گیا تھا۔CBO's کو چاہیے کہ وہ اس طرح کی معلومات کو آگے پہنچائیں اور وظیفہ کے متعلق شعور پھیلانا جاری رکھیں اور کمیونٹیز کو متحرک کرنے کی سعی میں سبقت لے جانے کی کوشش کریں۔CBO's اور سماجی کارکنان کو وظیفہ کے متعلق معلومات فراہم میں زیادہ متحرک کردار ادا کریں۔اس وظیفہ کے لئے کون اہل ہے اور اسکو کیسے حاصل جاسکتا ہے اور اس کے کیا فوائد ہیں (بالخصوص طالبات ان کے والدین اور خاندان والوں کے لئے) انھیں اس امر کا بھی اہتمام کرنا چاہئے کہ اگر وظیفہ وقت پر نہ ملے تو اس کی شکایت کہاں اور کس طرح کی جائے۔

2۔حکومت سے لابی کرنے کے لئے کمیونٹیز کو متحرک کرنا:

وظیفہ کی رقم میں اضافہ اس کی بروقت ترسیل اس کے دائرہ کار میں اضافہ کے لئے (تمام گریڈ کے لئے اور لڑکوں کے لئے بھی وظیفہ) حکومت کے ساتھ لابی کرنے کے لئے CBO's بہترین پوزیشن میں ہیں۔گو کہ انٹرویو کئے گئے والدین اور طالبات نے ان خواہشات کا ذکر کیا مگر یہ خواہشات اگر پایہ تکمیل تک نہ پہنچیں تو یہ قابلِ افسوس ہے۔ اگر تمام والدین اور کمیونٹی کے ارکان متحد ہوکر حکومت سے مطالبہ کریں تو وظیفہ اسکیم میں مزید بہتری کے امکان ہیں۔

حوالہ جات

www.sparcpk.org/2015/whatwedo.html

Selection of schools for supplemental stipends pilot un Punjab, Government of Punjab, 2013.

Punjab Education Sector Reform Program , 2013

Express Tribune, September 16, 2016

Review of the Bangladesh Female Secondary School Stipend Project Using a Social Exclusion Framework, 2007

Female secondary school stipend program in Banglasdesh: A critical assessment in Bangladesh, 2003 WB 1999, PP 17.

Poverty and Social Impact Analysis of Stipent Program for Secondary School Girls of Kyber Pakhtunkhwa, by SDPI, 2013

https:// www.unicef.org/southafrica/SAF_resources_csg2012sum.pdf

annexure 1

ضمیمہ 1

سروے کے طریقے:

مڈل سکول کی لڑکیوں کے ساتھ FGD

انٹرویو کی تاریخ	
ضلع	
موڈریٹر کا نام	
نوٹ لینے والے کا نام	

شرکاء کی پروفائل:

سیریل نمبر	طالب علم کا نام	عمر	جماعت	بہن بھائیوں کی تعداد	والدین کا ذریعہ معاش

گھریلو کٹی پر وظیفہ کے اثرات:

1۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ وظیفہ سکیم کیا ہے اور کس کام کے لئے ہے؟

2۔ آپ کے علاقے کی کتنی لڑکیوں کو وظیفہ ملتا ہے؟

3۔ اس اسکیم کے لئے طالب علموں کی رجسٹریشن کب ہوئی اور یہ عمل کس طرح کیا گیا؟

4۔ رجسٹریشن کے عمل کا تجربہ طالب علموں کے لئے کیسا رہا؟

5۔ آپ کتنا وظیفہ وصول کرتے ہیں؟

6۔ وظیفے کا کتنا حصہ سکول کی اشیاء کے لئے استعمال ہوتا ہے۔اشیاء کا ذکر کریں۔(کتابیں،سٹیشنری یا ٹیوشن کے لئے)

7۔ اس وظیفے سے آپ کون سی ضروری اشیا خرید سکتے ہیں؟

8۔ کیا آپ یہ رقم باقاعدگی سے موصول کرتے ہیں؟

9۔ وظیفہ آپ کو کتنے مہینے بعد وصول ہوتا ہے؟

10۔ کیا آپ علاقے کی دوسری لڑکیوں کے ساتھ وظیفہ کی بابت گفتگو کرتی ہیں؟ آپ ان کو اس پیشکش کے بارے میں کیا بتاتی ہیں؟

11۔ کیا آپ سمجھتی ہیں کہ آپ کے اسکول میں اس پروگرام کی ضرورت تھی؟ کیوں ہاں اور کیوں نہیں۔وظیفہ میں اضافہ کا گھریلو کٹی کی کھپت میں تبدیلی پر اثرات۔

12۔ آپ وظیفہ میں اضافے کو کس طرح دیکھتے ہیں؟ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اس کی اشد ضرورت تھی،اگر ہاں تو کیوں؟

13۔ طالبِ علم ہونے کے ناطے آپ اب ایسا کیا خرید سکتے ہیں جو کہ پہلے نہیں خرید سکتے تھے؟

14۔ وظیفہ کی رقم میں نظرثانی سے کیا زیادہ لڑکیاں اسکول کی طرف راغب ہوئی ہیں؟

15۔ وظیفہ کی شرائط کو پورا کرنے کے لئے کیا آپ کو والدین یا کمیونٹی کے دوسرے افراد سے مدد ملی؟ (شرائط میں حاضری کی مخصوص فیصد۔ ہوم ورک میں مدد اور سکول آنے جانے کا انتظام شامل ہے)۔

خواتین کے وقار میں تبدیلی:

16۔ وظیفہ پروگرام کے تعارف کے بعد خواتین کی تعلیم اور احترام کے حوالے سے کمیونٹی کا موقف کیا ہے؟ کیا اس کی طرف رویہ سازگار تھا یا مزاحمت کے آثار تھے۔

17۔ کمیونٹی کے کون سے طبقہ نے اس کا خیرمقدم کیا، اور کون سے طبقہ نے مزاحمت کی اور کیوں کی؟

18۔ کیا وظیفہ پروگرام نے والدین کو اپنی بیٹیوں کو اسکول بھیجنے کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ اگر کی ہے تو کیسے اور اگر نہیں کی تو کیوں نہیں؟

19۔ وظیفہ پروگرام میں داخل ہونے سے کیا آپ کے قریبی رشتہ داروں کے رویہ میں تبدیلی آئی ہے (بشمول والدین، چچا، چچی، دادا، دادی اور بھائی وغیرہ)

20۔ وظیفہ میں اضافہ نے کیا دور دراز اسکول تک نقل وحمل میں مدد دی ہے؟ آپ کے علاقے میں ایسی کتنی لڑکیاں ہیں جو کہ دور اسکول جاتی ہیں۔ کیا ایسی لڑکیاں اکثریت میں ہیں۔ (اگر لڑکیاں کوئی گاڑی، بس، رکشہ وغیرہ نہیں لیتی تو ان سے پوچھیں کہ اسکول کتنے فاصلے پر ہے۔)

21۔ آپ کے والدین اب جلدی شادی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کیا وہ وظیفہ کی رقم کو وصول کرنے کی خاطر شادی میں تاخیر کر سکتے ہیں یا وظیفہ سے ان کے رویہ میں کوئی فرق نہیں پڑا۔

خواتین کی رسائی اور فیصلہ سازی پر فرق:

22۔ کیا آپ کے علاقے میں ایسی لڑکیاں ہیں جو ابھی بھی اسکول نہیں جاتیں؟ وظیفہ کی پیشکش کے بعد اگر ہاں تو کیوں اور اگر نہیں تو کیوں؟

23۔ اس وظیفہ کے بعد کیا سکول چھوڑنے کی شرح میں کمی آئی ہے؟

24۔ آپ کی کمیونٹی میں اس وظیفہ سے کیا دوسری لڑکیوں کو اسکول آنے کے لئے حوصلہ افزائی ہوئی ہے؟

25۔ کیا لڑکیوں کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا فیصلہ کرنے میں وظیفہ مددگار ثابت ہوا ہے؟

26۔ مہربانی کر کے مندرجہ ذیل کی چھان بین کریں۔

ا۔ گھر پر فیصلہ سازی میں لڑکیوں سے مشاورت

ب۔ گھر میں اس کی انفرادی حیثیت

ت۔ صحت سے متعلق مسائل

ٹ۔ اپنی سہلیوں کے ساتھ اس کے تعلقات

وظیفے کے مرتب کئے گئے سماجی اور اقتصادی اثرات:

27۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ چونکہ اب زیادہ لڑکیاں اسکول جاتی ہیں تو اس کی وجہ سے خواتین کے اقتصادی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی طرف برادری کے رویہ میں وسعت آئے گی؟

28۔ آپ کی وظیفہ کے پیسے استعمال کرنے سے پہلے خاندان کے اراکین آپ سے اجازت لیتے ہیں؟

29۔ آپ کو وظیفے کی رقم خرچ کرنے کی اجازت کتنی دفعہ ملتی ہے؟

30۔ آپ کی تعلیم سے متعلق مسائل سے نمٹنے کے لئے والدین متحد ہو کر فیصلہ کرتے ہیں؟

31۔ آپ کی شادی شدہ اور بچوں والی سہیلیاں وظیفہ پروگرام کے بعد اپنی بچیوں کو اسکول بھیجنے پر راضی ہیں؟ کیا وظیفہ سکیم نے انھیں اپنے بچوں کے لئے پُر اُمید کیا ہے؟

32۔ جو لڑکیاں اسکول نہیں جاتی ان کے والدین کا اس سکیم کے بارے میں کیا خیال ہے؟ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ لڑکیوں کو اسکول نہ بھیج کر وہ ایک خطیر رقم سے محروم ہو رہے ہیں؟

تحفظات:

33۔ وظیفہ حاصل کرنے میں کیا رکاوٹیں ہیں؟

34۔ مسئلے کی صورت میں کیا آپ جانتی ہیں کہ کہاں شکایت کرنی ہے؟ واضح کیجئے۔

35۔ شکایت کو حکومتی سطح پر کیسے وصول کیا جاتا ہے؟ شکایت کرنے کے طریقہ کار کی وضاحت کریں۔

والدین اور کمیونٹی کے افراد کے ساتھ FGD

انٹرویو کی تاریخ	
ضلع	
موڈیریٹر کا نام	
نوٹ لینے والے کا نام	

شرکاء کی پروفائل

سیریل نمبر	شرکاء کے نام	عمر	ازدواجی حیثیت	تعلیمی معیار	بچوں کی تعداد	ذریعہ معاش

گھریلو کٹی پر وظیفہ کے اثرات:

1۔ آپ کے کتنے بچے اسکول جاتے ہیں؟

2۔ لڑکیوں میں سے کتنی اسکول جاتی ہیں؟

3۔ آپ وظیفہ سکیم کے بارے میں کیا جانتی ہیں؟

(اگر جواب "نہیں" ہے تو اُنھیں اس سکیم کے بنیادی مقاصد کے بارے میں بتائیں۔)

4۔ آپ کے علاقے کی کتنی بچیاں اس وظیفے کو وصول کرتی ہیں؟

5۔ کیا چناؤ کا طریقہ منصفانہ تھا؟ کیا ایسی کوئی لڑکیاں ہیں جو نہیں چنی گئیں یا جنھوں نے چناؤ میں حصہ ہی نہیں لیا؟

6۔ مندرجہ ذیل کے لئے روزگار کے کون سے مواقع دستیاب ہیں؟

ا۔ مرد

ب۔ خواتین

ت۔ نوجوان

7۔ آپ کسی بھی ماہ کے دوران اپنی مالی حالت بیان کریں۔ (مالی خوشحالی، ضروری اخراجات کی سکت، کبھی کبھار مالی بحران، مستقل مالی بحران)

8۔ آپ وظیفے کی رقم سے اکثر کیا کرتے ہیں؟

9۔ وظیفے کی رقم سے کون سی گھریلو اشیاء خریدی جاتی ہیں؟
10۔ اگر رقم زیادہ تر لڑکیوں پر خرچ کی جاتی ہے تو ان کی کون سی ضروریات پوری کی جاتی ہیں؟
11۔ والدین ہونے کے ناطے آپ وظیفے کی رقم سے ایسا کیا کر سکتے ہیں جو اس سے پہلے نہیں کر سکتے تھے؟
12۔ کیا وظیفے کی رقم کی وصولی سے والدین لڑکیوں کو سکول سے نہ نکالنے پر راضی ہیں؟ سکول چھوڑنے والی لڑکیاں کس تناسب سے واپس تعلیم کی طرف آتی ہیں؟ آیا اس رجحان سے دوسرے والدین متاثر ہوئے ہیں؟
13۔ وصول کنندہ لڑکیوں کے والدین لڑکیوں کی تعلیم کی طرف زیادہ ذمہ داری محسوس کرتے ہیں؟ کیا وہ اپنی بیٹی کو ہوم ورک کرنے کے لئے جگہ اور وقت دینے پر راضی ہیں؟ ایسے والدین کا برادری میں کیا تناسب ہے؟
14۔ وظیفہ کی طرف عام ردِعمل کیا ہے؟ کیا وصول کنندہ اور غیر وصول کنندہ لڑکیوں کے والدین میں ہم آہنگی ہے؟ اگر آپس میں اختلاف ہو جائے تو کس طرح حل کیا جاتا ہے؟ کیا اس کا اثر اس لڑکی یا اس کی تعلیم پر پڑتا ہے؟
15۔ کیا برادری میں ایسے لوگ ہیں جو اب تک لڑکیوں کو اسکول نہیں بھیجتے؟ اندازاً ایسے والدین کتنے ہیں؟
16۔ کس عمر کی لڑکیاں وظیفہ وصول کر رہی ہیں؟
17۔ کیا وظیفے کی ترسیل باقاعدہ ہے؟ وظیفہ کس وقفے سے حاصل ہوتا ہے؟
18۔ وظیفہ وصول کرنے کے طریقہ کار کو بیان کریں (نقد، چیک، ای کارڈ وغیرہ)
19۔ کیا علاقے میں کوئی اور سرکاری یا غیر سرکاری تنظیم موجود ہے جو لڑکیوں کو وظیفہ دیتی ہو۔ تفصیلات بتائیں۔

گھریلو کٹی اور کھپت کی تبدیلی پر اضافی وظیفہ کا اثر:

20۔ وظیفہ کی اضافی رقم کو وصول کنندگان کس زمرے میں لیتے ہیں۔ (اضافی گھریلو آمدنی کے طور پر، لڑکیوں کے جیب خرچ کے طور پر یا بچت کے ذریعہ کے طور پر)
21۔ کیا یہ اضافی رقم اسکول کی اشیاء کی خریداری پر صرف ہو رہی ہے؟ کس قسم کی اشیاء پر؟
22۔ والدین اور برادری کے افراد ہونے کے ناطے اس اضافی رقم سے آپ اب ایسا کیا خرید سکو گے جو کہ پہلے نہیں خرید سکتے تھے؟
23۔ کیا وظیفہ کی رقم میں اضافہ لڑکوں کو اسکول لانے میں فائدہ مند ثابت ہوا ہے؟
24۔ لڑکیوں کو وظیفہ کی اضافی رقم حاصل کرنے کی شرائط پوری کرنے کے لئے والدین اور برادری کے اراکین سے کس طرح کی مدد حاصل ہوتی ہے (شرائط میں حاضری کی شرح، گھر کے کام میں معاونت اور اسکول تک نقل و حرکت میں مدد)
25۔ ایسا کیوں ہے کہ جب وظیفہ کی رقم 300 روپے تھی تو آپ میں سے کچھ لوگ لڑکیوں کو اسکول بھیجنے سے قاصر تھے مگر اب جب کہ رقم بڑھا کر 1000 روپے/سہ ماہی کر دی گئی ہے تو کیا وہ لڑکیوں کو سکول بھیج سکیں گے۔

خواتین کے وقار میں تبدیلی

26۔ وظیفہ پروگرام کو متعارف کرانے کے بعد خواتین کی تعلیم اور ان کے احترام کے حوالے سے کمیونٹی کا موقف کیا ہے؟
27۔ وصول کنندہ لڑکیوں میں سے کتنی لڑکیوں کے والدین ہائی سکول سے آگے بھی بیٹی کو تعلیم دلوانے پر یقین رکھتے ہیں؟ کیا وہ یہ خرچہ برداشت کر سکیں گے یا انھیں مالی امداد کی ضرورت ہوگی۔
28۔ کیا وظیفہ کی رقم میں اضافہ کے بعد لڑکیوں کو دور دراز سکول تک نقل و حمل میں مدد دی جاتی ہے؟ اس مسئلہ سے کتنی لڑکیاں دوچار ہیں؟ کیا ایسی لڑکیاں اکثریت میں ہیں (ان سے یہ بھی پوچھیں کہ اگر وہ پیدل جاتی ہیں تو اسکول قریب ہے یا دور)
29۔ کم عمری کی شادیوں پر وظیفہ کے اثرات کی آپ کس طرح وضاحت کریں گے؟ کم ہوئی ہیں یا پہلے جیسی ہیں۔
30۔ اس پروگرام کی وجہ سے کیا آپ نے کسی شادی شدہ لڑکی کو واپس اسکول آتے دیکھا ہے؟ ایسی کتنی لڑکیاں ہیں؟ ان کے وظیفہ کی رقم کون وصول کرتا ہے۔
31۔ اگر کوئی شادی شدہ لڑکی اسکول جائے تو اس کے وظیفے کی رقم کہاں خرچ ہوتی ہے؟

خواتین کی رسائی اور فیصلہ سازی پر اثر:

32۔ وظیفہ کے بعد کیا سکول چھوڑنے کے تناسب میں کمی آئی ہے؟ اندازاً کتنی کمی۔
33۔ کیا یہ وظیفہ دوسری لڑکیوں کو اسکول لانے میں معاون ہے؟
34۔ کیا وظیفہ لڑکیوں کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا فیصلہ کرنے میں مددگار ثابت ہوا ہے؟
35۔ اب سکول جانے والی لڑکیوں کی تعداد زیادہ ہے۔ آپ کے خیال میں اس سے برادری کی سوچ میں تبدیلی ہوگی۔ کیا اُمید کی جاسکتی ہے کہ مستقبل میں خواتین کو اقتصادی مقاصد کے لئے گھر سے نکلنے کی اجازت ملے گی؟
36۔ لڑکی کے وظیفے کی رقم کو خرچ کرنے سے پہلے کیا اس کے گھر والے لڑکی سے اجازت لیتے ہیں؟
37۔ آپ میں سے کتنے لوگ لڑکیوں کو وظیفہ کی رقم خود خرچ کرنے کی اجازت دیتے ہیں؟
38۔ وظیفہ کی وصول کنندہ لڑکیوں کے والدین وظیفہ کی رقم کے متعلق آپس میں صلاح مشورہ کرتے ہیں؟
39۔ ایسی مائیں جن کی سہیلیاں اس وظیفہ کی وصول کنندہ ہیں وہ اپنی بیٹیوں کو سکول بھیجنے کی طرف راغب ہوئی ہیں؟
40۔ وہ والدین جن کی بیٹیاں سکول نہیں جاتی اس سہولت کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟
41۔ وظیفہ پروگرام کا کمیونٹی کی یکجہتی پر کوئی اثر پڑا ہے؟

وظیفہ سے متعلق تنازعات کے بارے میں تحقیق کریں:

تحفظات:

42۔ کیا وظیفہ حاصل کرنے میں کوئی رکاوٹ ہے؟ اگر ہے تو اس کی شکایت کہاں درج ہے۔
43۔ حکومتی اداروں کی طرف سے شکایت پر کس قسم کا ردِعمل ہوتا ہے۔ شکایت کے طریقہ کار کی وضاحت کریں۔
44۔ آپ شکایت کے طریقہ کار کو کونسا درجہ دیں گے۔
1۔ بہت بُرا
2۔ بہت اچھا
3۔ کوئی رائے نہیں

ہیڈ ٹیچر اور دیگر ٹیچرز کے ساتھ IDI

انٹرویو کی تاریخ	
ضلع	
موڈریٹر کا نام	
نوٹ لینے والے کا نام	

جواب دینے والے کے اعداد و شمار

نام	
جنس	
عمر	
عہدہ	
آپ کب سے یہاں کام کر رہے ہیں؟	

1۔ وظیفہ کے پروگرام کے تعارف کے بعد لڑکیوں کے سکول کی اشیاء میں کیا تبدیلی آئی ہے؟
2۔ وظیفہ کی رقم میں اضافہ سے ان اشیاء میں مزید کیا تبدیلی نظر آتی ہے؟
3۔ وظیفہ سکیم کے بعد سکول میں لڑکیوں کے داخلے کی شرح میں کتنا اضافہ ہوا ہے؟
4۔ وظیفہ کی رقم میں اضافے کے بعد داخلوں کی شرح میں کیا تبدیلی آئی ہے؟
5۔ کیا آپ نے کبھی والدین سے پوچھا ہے کہ وہ وظیفہ میں اضافے کے بعد اپنی لڑکیوں کو داخل کیوں کررہے ہیں؟ ان کا کیا جواب ہوتا ہے؟
6۔ کیا آپ نے یہی سوال داخلے کے لئے آنے والی طالبات سے پوچھا ہے؟ ان کا کیا جواب ہوتا ہے۔

خواتین کی رسائی اور فیصلہ سازی پر وظیفہ کے اثرات:

7۔ کیا آپ جانتی ہیں کہ وظیفہ پروگرام کیا ہے اور کس کام کے لئے ہے؟
8۔ کیا آپ سمجھتی ہیں کہ اس پروگرام کے بعد لڑکیاں زیادہ پراعتماد ہوگئی ہیں؟ آپ ان کے رویے اور شخصیت میں کیا تبدیلی محسوس کرتی ہیں۔
9۔ کیا آپ سمجھتی ہیں کہ آپ کے سکول میں وظیفہ پروگرام کی ضرورت تھی؟ اگر ہاں تو کیوں اور اگر نہیں تو کیوں نہیں۔
10۔ آپ کے سکول میں کتنی لڑکیوں کو وظیفہ ملتا ہے؟
11۔ لڑکیوں کو کتنے مہینے بعد وظیفہ ملتا ہے؟
12۔ وظیفہ سکیم سے کمیونٹی کی سطح پر لڑکیوں کی تعلیم کی طرف توجہ بڑھی ہے یا نہیں؟
13۔ وظیفہ پروگرام کی وجہ سے سکول سے لڑکیوں کی تعلیم چھوڑنے کی شرح میں کمی ہوئی ہے؟ براہِ مہربانی وضاحت کریں۔

خواتین کے وقار میں تبدیلی:

14۔ اب تک وظیفہ پروگرام کے ساتھ لڑکیوں کا تجربہ کیسا رہا ہے؟
15۔ وظیفہ پروگرام کے تعارف کے بعد خواتین کی تعلیم اور احترام کے حوالے کمیونٹی کا موقف کیا ہے؟ کیا اس کی طرف سازگار رویہ ہے یا مزاحمت پائی جاتی ہے۔
16۔ کمیونٹی کے کون سے طبقے نے خیر مقدم کیا ہے اور کون سے طبقے نے مزاحمت کی ہے؟
17۔ کیا وظیفہ پروگرام نے والدین کو لڑکیوں کو سکول بھیجنے پر راغب کیا ہے؟ اگر ہاں تو کیوں اور اگر نہیں تو کیوں نہیں۔
18۔ اس پروگرام سے آپ کی کمیونٹی میں چھوٹی عمر کی شادیوں پر کوئی اثر پڑا ہے؟ کم ہوئی ہیں یا کوئی فرق نہیں پڑا۔
19۔ اس پروگرام کی بدولت کسی شادی شدہ لڑکی نے تعلیم حاصل کرنا شروع کی ہے؟ تعداد بتائیے؟
20۔ کیا آپ کو لگتا ہے کہ وظیفہ پروگرام سے لڑکیوں کو مندرجہ ذیل معاملات میں بااختیار بنانے میں مدد ملے گی۔

ا۔ گھر پر انفرادی حیثیت
ب۔ گھر پر فیصلہ سازی میں شرکت
ج۔ اپنی صحت اور حفظانِ صحت کے بارے میں خود فیصلہ کرنے کی اجازت
ت۔ اس کی صحت سے متعلق مسائل
ٹ۔ اپنی سہیلیوں کے ساتھ اس کے تعلقات

وظیفہ کے سماجی اور اقتصادی اثرات:

21۔ کیا آپ سمجھتی ہیں کہ چونکہ اب زیادہ لڑکیاں اسکول جاتی ہیں تو اس کی وجہ سے خواتین کے اقتصادی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی طرف برادری کے رویہ میں وسعت آئے گی؟

22۔ وظیفہ کی رقم استعمال کرنے سے پہلے خاندان کے اراکین آپ سے اجازت لیتے ہیں؟
23۔ جن والدین کی بیٹیاں اسکول نہیں جاتی وہ اس سہولت کو کیسے دیکھتے ہیں؟
24۔ کیا کسی اور سرکاری یا غیر سرکاری تنظیم کی طرف سے مالی معاونت ملتی ہے؟ تنظیم کا نام اور وظیفہ کی رقم کے بارے میں معلومات دیں؟

تحفظات:

25۔ وظیفہ پروگرام میں لڑکیوں کا تجربہ کیسا رہا ہے؟
26۔ کیا آپ سمجھتی ہیں کہ یہ پروگرام آپ کے سکول میں جاری رہنا چاہیے؟ وجوہات بتائیں۔
27۔ کیا آپ جانتی ہیں کہ یہ پروگرام کتنے عرصے تک جاری رہے گا؟ اگر یہ پروگرام ختم ہو گیا تو اس کی وصول کنندہ طالبات کا کیا بنے گا؟

حکومتی عہدیدار/سماجی کارکن اور CBO ممبران کے ساتھ KII

انٹرویو کی تاریخ	
ضلع	
موڈریٹر کا نام	
نوٹ لینے والے کا نام	

جواب دینے والے کے اعداد و شمار

نام	
جنس	
عمر	
عہدہ	
آپ یہاں کب سے کام کر رہے ہیں؟	

خواتین کی رسائی اور فیصلہ سازی پر وظیفہ کے اثرات:

1۔ کیا آپ حکومتِ پنجاب کی طرف سے متعارف کروائے گئے وظیفہ پروگرام کے بارے میں جانتے ہیں؟ اگر جانتے ہیں تو اس کی تفصیلات بتائیے۔
(اگر جواب دینے والا آگاہ نہیں ہے تو مختصراً تعارف کروائیں)
2۔ آپ کی سمجھ میں یہ پروگرام لڑکیوں اور ان کے خاندانوں کے لئے کس طرح فائدہ مند ہے؟
3۔ کیا وظیفہ پروگرام سے کمیونٹی کی سطح پر لڑکیوں کی تعلیم کے بارے میں خیالات میں کس قسم کی تبدیلی آئی ہے۔ اگر آئی ہے تو کیوں اور اگر نہیں تو بھی کیوں۔
4۔ کیا وظیفہ پروگرام نے والدین کو اپنی لڑکیوں کو سکول بھیجنے کے لئے حوصلہ افزائی کی ہے؟

خواتین کے وقار میں تبدیلی:

5۔ وظیفہ پروگرام کیساتھ لڑکیوں کا تجربہ کیسا رہا ہے؟ ایسا کیوں ہے؟
6۔ کیا آپ کو لگتا ہے کہ وظیفہ پروگرام کے لحاظ سے لڑکیوں کو با اختیار بنانے میں مدد ملے گی؟

ا۔ گھر پر انفرادی حیثیت

ب۔ گھر پر فیصلہ سازی میں شرکت

ج۔ اپنی صحت اور حفظانِ صحت کے بارے میں خود فیصلہ کرنے کی اجازت

ت۔ اس کی صحت سے متعلق مسائل

ٹ۔ اپنی سہلیوں کے ساتھ اس کے تعلقات

وظیفہ کے مرتب کردہ سماجی اور اقتصادی اثرات:

7۔ کیا آپ سمجھتی ہیں کہ چونکہ اب زیادہ لڑکیاں اسکول جاتی ہیں تو اس کی وجہ سے اقتصادی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی طرف برادری کے رویہ میں وسعت آئے گی؟

8۔ وظیفہ کی رقم استعمال کرنے سے پہلے خاندان کے اراکین آپ سے اجازت لیتے ہیں؟

9۔ گھر کے معاشی بوجھ میں حصہ ڈالنے کی رُو سے لڑکے اور لڑکی میں اگر فرق ہے تو واضح کریں۔

10۔ آپ کے علاقے میں خواتین کی تعلیم کے لئے کوئی اور تنظیم کام کر رہی ہے؟ تفصیلات بتائیے۔

11۔ کیا کسی اور حکومتی یا غیر حکومتی تنظیم کی طرف سے مالی معانت مل رہی ہے؟

12۔ لڑکیوں کو با اختیار بنانے کے لئے والدین اور برادریوں کی شمولیت پر آپ کی کیا رائے ہے؟

13۔ آپ کے خیال میں وظیفہ کی رقم کا بنیادی مصرف کیا ہے؟

تحفظات:

14۔ وظیفے کے بند ہونے کا بچوں کے مستقبل پر کیا اثر پڑے گا؟

15۔ آپ کی رائے میں یہ پروگرام چلتا رہنا چاہیے؟ کب تک جاری رہنا چاہئے۔

16۔ کیا والدین بچوں کو سکول بھیجنے کی ساری ذمہ داری اُٹھا سکیں گے؟

ضمیمہ 2
کیس سٹڈیز

کیس سٹڈی

نام: عروج فاطمہ

عمر: ۱۳ سال

والد کا نام: صابر حسین

بھائی، بہن: ۳ بھائی، ۱ بہن

پتہ: بھٹہ پور ڈاکخانہ خاص، خان گڑھ، ضلع مظفر گڑھ

عروج فاطمہ کا والد روزانہ کی بنیاد پر تین سو روپے کماتا ہے اور والدہ لوگوں کے گھروں میں کام کرتی ہے اور ماہانہ 1000 روپے کماتی ہے۔ عروج فاطمہ نے پرائمری تعلیم PEF سکول سے حاصل کی اور اس کے بعد اس کے والدین اس کی پڑھائی کا خرچہ مزید اُٹھا نہیں سکتے تھے۔ پرائمری کی تعلیم کے اختتام پر عروج بھی اپنی والدہ کے ساتھ گھروں میں کام کرنے لگ گئی۔ وہ دن کو دوسرے گھروں میں کام کرتی تھی اور شام کو اپنے گھر کا کام کاج سنبھالتی۔ چھوٹے بہن بھائیوں کی دیکھ بھال بھی اس کی ذمہ داریوں میں شامل تھا۔ ایک دن عروج فاطمہ کے والدین کی ملاقات ایک سماجی کارکن سے ہوئی۔ کارکن نے بتایا کہ حکومتِ پنجاب لڑکیوں کو نہ صرف مفت تعلیم بلکہ اس کے ساتھ دو سو روپے ماہانہ کا وظیفہ بھی دیتی ہے۔ عروج کے والدین نے عروج کو پڑھانے کی خواہش کا ذکر کیا مگر اپنی مجبوری بھی بتائی کہ وہ ایک کمرے میں سارا خاندان رہتا ہے اور وہ اپنی بیٹی کی تعلیم کے اخراجات نہیں برداشت کر سکتے۔

سماجی کارکن کے قائل کرنے پر عروج کے والدین راضی ہو گئے اور عروج کو گورنمنٹ ایلمنٹری گرلز سکول بھٹہ پور، خان گڑھ میں داخل کروا دیا۔ اب عروج پڑھتی ہے اور اپنے گھر کے کام کاج وہ صبح سویرے اور شام کو کرتی ہے۔ ساتھ ہی اپنے بہن بھائیوں کا دھیان بھی رکھتی ہے۔

وظیفہ سکیم کی وجہ سے عروج تعلیم حاصل کر رہی ہے اور اپنے مستقبل کے بارے میں پُر اُمید ہے۔ وہ ٹیچر بننے کی خواہش رکھتی ہے اور سمجھتی ہے کہ اس طرح وہ اپنے والدین کا سہارا بن سکتی ہے اور ان کو غربت کی دلدل سے نکال سکتی ہے۔

عروج کے والدین کی حکومت سے اپیل ہے کہ وظیفہ کی رقم بڑھا کر ایک ہزار روپے سہ ماہی کر دیا جائے تا کہ ان جیسے غریب لوگ اپنے بچوں کو تعلیم دلوا سکیں۔

کیس سٹڈی

نام: دامن زہرا

والد کا نام: فرید

عمر: 15 سال

کلاس: 7th

بہن بھائی: 1 بھائی، 2 بہنیں

پتہ: بستی باہراں، ڈاکخانہ بُھٹہ پور، ضلع مظفر گڑھ

دامن زہرا کے والد دمہ کے مریض ہیں۔ وہ بے روزگار ہیں اور اس کی والدہ مقامی سکول میں صفائی کا کام کرتی ہے۔ دامن زہرا کا خاندان بہت غریب ہے۔ اس کے والد کی کچھ زمین تھی جو دامن زہرا کے تایا نے چھین لی۔ اب یہ سب دامن زہرا کے نانا کے گھر رہتے ہیں۔

دامن زہرا بہن بھائیوں میں سب سے بڑی ہے۔ پرائمری تعلیم کے بعد وہ اپنی پڑھائی جاری رکھ نہ سکی اور اپنی والدہ کے ساتھ سکول میں صفائی کے کام پر لگ گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ مختلف گھروں میں بھی کام کرتی ہے۔ دامن زہرا 2 سال تک بھنگن کا کام کرتی رہی۔ جس وقت اسے پڑھنا اور اپنا بچپن ہنس کے گزارنا چاہیے تھا اس بچی کو اپنے خاندان کی مالی مدد کرنے کے لئے سخت مشقت کرنا پڑی۔ جب دامن زہرا سکول جاتی تھی تو جماعت میں ہمیشہ اول آتی تھی۔

ایک دن دامن زہرا کی والدہ کو پتا چلا کہ حکومت سکول جانے والے بچوں کو وظیفہ کی پیشکش کر رہی ہے۔ اُنھوں نے ارادہ کیا کہ وہ دامن کو سکول بھیجیں گی۔ کیونکہ ان پڑھ ہونے کی وجہ سے وہ خود ساری زندگی غربت سے لڑتی رہی تھیں۔ چنانچہ 2 سال کے وقفے کے بعد دامن زہرا سکول جانے میں کامیاب ہوئی۔ اس کا داخلہ گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول، بھٹہ پور میں ہوا۔

فی الحال دامن زہرا 7 جماعت میں ہے۔ وہ صبح سکول جاتی ہے اور گھر کے کام کاج شام میں کرتی ہے۔ دامن زہرا پُر اُمید ہے کہ اگر اس کے مالی مسائل حل ہوتے رہے تو وہ اپنی تعلیم جاری رکھ سکے گی۔ وہ ڈاکٹر بن کر قوم کی خدمت کرنا چاہتی ہے۔

کیس سٹڈی

نام: رُباب زُہرا

والد کا نام: ریاض حُسین

عمر: 13 سال

جماعت: 7

بہن، بھائی: 2 بھائی، 3 بہنیں

پتہ: بستی کلاں: خان گڑھ، ضلع مظفر گڑھ

ریاض حُسین اور اس کی بیوی شمیم مائی نہایت غریب لوگ ہیں۔ ریاض حُسین کو ریڑھ کی ہڈی کا عارضہ ہے جس کی وجہ سے وہ مفلوج ہو گیا ہے۔ شمیم مائی گھروں میں کام کر کے خرچ چلاتی ہے۔ اس کی چھوٹی بیٹی رباب گورنمنٹ ایلیمنٹری گرلز سکول میں پڑھتی ہے اور اُس کو ماہانہ وظیفہ بھی ملتا ہے۔ رباب کی بڑی بہن کو بھی پڑھنے کا شوق ہے تاہم غربت نے اُسے کام کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ فی الحال وہ اپنی ماں کے ساتھ گھروں میں کام کرتی ہے۔ خاندان کی ماہانہ آمدنی 5000-4000 روپے سے زیادہ نہیں اور گزارا بہت مشکل ہے۔

پرائمری تعلیم کے بعد کچھ عرصہ تک رباب بھی پڑھائی جاری نہ رکھ سکی تھی۔ اس نے کچھ اضافی آمدنی کے لئے کڑھائی کا کام سیکھا۔ کڑھائی سے اُسے ماہانہ 150-100 روپے ملتے ہیں۔ اس چھوٹی سی رقم کی خاطر رُباب کو اپنی تعلیم کو خیر باد کہنا پڑا۔

ایک کمیونٹی اجلاس کے دوران سکول ٹیچر نے حاضرین کو حکومتِ پنجاب کے وظیفہ پروگرام سے مطلع کیا۔ اسی ٹیچر نے رباب کے والدین اور بڑی بہن کو قائل کیا کہ وہ رباب کو سکول بھیج دیں۔ اس نے دلیل دی کہ اس طرح نہ صرف رباب تعلیم حاصل کر سکے گی بلکہ اسے ماہانہ 200 روپے وظیفہ بھی ملے گا۔ بالآخر رباب کے گھر والے اسے سکول بھیجنے پر راضی ہو گئے۔

رباب اب دن کو سکول جاتی ہے اور شام کو کڑھائی کر کے اپنے گھر والوں کے لئے مالی آمدن میں حصہ ڈالتی ہے۔ رباب بہت محنتی لڑکی ہے مگر اس کے حالات ناسازگار ہیں۔ وہ اعلیٰ تعلیم کی خواہاں ہے اور ٹیچر بن کر اپنے گھر والوں کو غُربت سے نکالنا چاہتی ہے۔

کیس سٹڈی

نام: ثانیہ حیدر

والد کا نام: غلام حیدر

عمر: 12 سال

جماعت: 6

بہن بھائی: 3 بھائی، 1 بہن

پتہ: چاہ رت والا ، تلری، مظفر گڑھ

ثانیہ کے والد کسی زمیندار کے پاس کاشت کاری کا کام کرتے ہیں۔ ثانیہ کے والدین ناخواندہ ہیں اور خاندان غربت کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ لڑکیوں کی تعلیم کو علاقے میں ضروری نہیں سمجھا جاتا، جس کی وجہ سے 40% لڑکیاں پرائمری سے آگے کی تعلیم حاصل کرنے سے قاصر ہیں۔ کئی لڑکیوں کو چھوٹی عمر میں بیاہ دیا جاتا ہے۔ سسرال جاتے ہی گھریلو ذمہ داریاں ان کو سونپ دی جاتی ہیں جو کہ بچوں سے مشقت کروانے کے مترادف ہے۔ ثانیہ کا ایک بھائی مزدور ہے جبکہ باقی دو بھائی چھوٹے ہیں۔ ثانیہ کے بھائیوں میں سے کوئی بھی سکول نہیں جاتا۔ ثانیہ ایک لائق طالبِ علم ہے جو کہ اکثر دوسری پوزیشن لیتی تھی۔ ایلیمنٹری سکول ثانیہ کے گاؤں سے 4 کلومیٹر دور ہے۔ ثانیہ کے والدین اس کو اکیلے سکول بھیجنے سے گریزاں تھے۔ مزید براں وہ سمجھتے تھے کہ چونکہ ثانیہ غریب ماں باپ کی بیٹی ہے اس لئے تعلیم حاصل کر بھی لے تو اسے نوکری نہیں ملے گی اور آخر کار اسے شادی کر کے گھریلو کام کاج ہی کرنا پڑیں گے۔

ایک ٹیچر نے ثانیہ کے والدین کو اس امر پر راضی کیا کہ وہ ثانیہ کو سکول بھیجیں۔ ٹیچر نے اُنھیں حکومتِ پنجاب کی جانب سے دیئے جانے والے وظیفے اور مزید مراعات جس میں مُفت یونیفارم اور کتابیں شامل ہیں کے بارے میں بتایا۔ ٹیچر نے یہ مشورہ بھی دیا کہ عدم تحفظ کے مسئلے سے نمٹنے کے لئے ثانیہ سکول دوسری لڑکیوں کے ساتھ جائے۔ اُنھوں نے مزید وضاحت کی کہ تعلیم حاصل کرنے سے ثانیہ کم عمری کی شادی اور اس سے منسلک دوسرے گھر میں بچہ مشقت سے بھی بچ جائے گی۔ مزید برآں اُنھوں نے وضاحت کی کہ تعلیم جاری رکھنے سے ثانیہ ایک خوشگوار زندگی گزارے گی جس میں وہ ٹیچر بن کر اپنے خاندان کو غُربت سے نکالنے میں مددگار ہوگی۔

ثانیہ کے والدین نے حکومتِ پنجاب کے وظیفہ کے اقدام کو سراہا اور خواہش ظاہر کی کہ وظیفہ کی رقم کو ماہانہ -/200 روپے سے بڑھا کر ماہانہ -/1500 روپے کیا جائے تاکہ غریب خاندانوں کی مزید حوصلہ افزائی ہو سکے۔

کیس سٹڈی

نام: سمیرا اور حمیرا

والد کا نام: غلام فرید

عمر: سمیرا (13)، حمیرا (14)

جماعت: 8

بہن، بھائی: 2

پتہ: 9، بہاولپور شہر، ضلع بہاولپور

سمیرا اور اس کی بہن حمیرا آٹھویں جماعت میں پڑھتی ہیں۔ ان کا کوئی بھائی نہیں ہے۔ ان کے والدین میں تب علیحدگی ہوگئی تھی جب سمیرا 2 سال کی اور اس کی بہن 2 مہینے کی تھی۔ دونوں بہنیں گاؤں کے سکول میں پڑھتی تھیں جبکہ ان کی والدہ مختلف جگہ مشقت کر کے ان کے اخراجات برداشت کرتی تھی۔ بالآخر ان کا ایک رشتہ دار تینوں کو شہر لے آیا۔ انھیں رہنے کی جگہ دی اور بچیوں کو گورنمنٹ گرلز ماڈل سکول 9/B بہاولپور میں داخل کروادیا۔

سکول ان کے جائے رہائش سے کافی دور ہے اور وہ پیدل سکول نہیں جا سکتیں۔ سکول میں انھیں دو نہایت مہربان اساتذہ میڈم مصباح اور میڈم ثمینہ مبشر ملیں، جنھوں نے ان کے مالی مسائل کو قدرے حل کر دیا۔ میڈم ثمینہ رکشا کا کرایہ دیتی ہیں اور انھیں یونیفارم اور کتابیں بھی دلواتی ہیں۔ تاہم اس مدد کے باوجود ان کی والدہ کو ان کے سکول کے اخراجات برداشت کرنے میں دقت محسوس ہو رہی ہے۔

سکول کی طرف سے انہیں وظیفہ کی مد میں پیسے دیئے گئے جس سے انھیں مالی معاونت ہوئی۔ وہ اس رقم سے کتابیں اور سکول کے دیگر اخراجات پورے کرتی ہیں۔ وہ گھر پر بہت محنت سے مطالعہ کرتی ہیں اور جب ضرورت پڑے تو اپنی ٹیچر سے مشورہ لیتی ہیں۔ ان کی حکومت سے درخواست ہے کہ وظیفہ کی رقم کو میٹرک تک جاری رکھیں تاکہ وہ میٹرک تک تعلیم مکمل کر سکیں۔

سمیرا ڈاکٹر بننا چاہتی ہے جب کہ اس کی بہن ٹیچر بن کر دوسرے ضرورت مند طلباء کی مدد کرنا چاہتی ہے۔ وہ دونوں سمجھتی ہیں کہ ایسا کرنے سے ان کی والدہ ان پر فخر کریں گی۔

کیس سٹڈی

نام: اقصیٰ بابر

والد کا نام: محمد بابر

عمر: 14 سال

جماعت: 8

بہن بھائی: 3 بہنیں، 2 بھائی

پتہ: گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول، 9/B، بہاولپور

اقصیٰ بابر آٹھویں جماعت کی طالبہ ہے اور اُس کے پانچ بہن، بھائی ہیں۔ تینوں بہنوں کو پڑھنے کا شوق ہے۔ تاہم ان کے والد دل کے مریض ہیں اور انھیں دو ہارٹ اٹیک ہو چکے ہیں۔ صحت کے متاثر ہونے سے پہلے وہ ایک نجی کمپنی میں کام کرتے تھے۔ مگر اب کام کرنے سے قاصر ہیں۔ گھر کا خرچہ ان کی والدہ محنت مشقت کر کے اُٹھاتی ہیں۔ بُرے مالی حالات کی وجہ سے والدہ نے ان کو سکول سے اُٹھا لیا اور گھروں میں کام کرنے پر لگا دیا۔ حکومت کی طرف سے دیئے گئے وظیفے کی بدولت اقصیٰ اپنی تعلیم جاری رکھنے کے قابل ہو گئی۔ کیونکہ اس رقم سے وہ اپنی کتابیں اور سکول کا دیگر سامان خرید سکتی ہے۔ اب اس کی والدہ پر مالی بوجھ کچھ کم ہو گیا ہے اور اس نے اقصیٰ کو تعلیم جاری رکھنے کی اجازت دے دی ہے۔ اقصیٰ اپنی تعلیم کے بارے میں بہت پُر اُمید ہے۔ بہترین نمبر لیتی ہے اور کبھی چھٹی نہیں کرتی۔ اگر اسے میٹرک تک وظیفہ ملتا رہے تو وہ یقیناً میٹرک کرنا چاہتی ہے۔ وہ تعلیم میں ترقی کر کے اپنے والدین کو خوش کرنا چاہتی ہے۔

کیس سٹڈی

نام: مہوش مختار

والد کا نام: مختار

عمر: 12 سال

جماعت: 8

بہن بھائی: 3 بہنیں

پتہ: کریم آباد، ضلع بہاولپور

مہوش کریم آباد میں پیدا ہوئی تھی۔ وہ تین بہنیں ہیں۔ کچھ عرصہ قبل ان کے والد کا انتقال ہو گیا تھا اور ان کی والدہ گھروں میں کام کر کے گھر کا خرچہ چلاتی ہیں۔ مہوش آٹھویں

جماعت میں پڑھتی ہے اور پڑھائی کی بہت شوقین ہے۔حکومت کی طرف سے دیئے گئے وظیفے کی بدولت وہ اپنی تعلیم جاری رکھ سکی ہے۔اس کے علاوہ سکول کی پرنسپل اور ٹیچرز بھی اس کی مالی معاونت کرتی ہیں۔مہوش ڈاکٹر بننا چاہتی ہے۔وہ اُمید رکھتی ہے کہ حکومت اُسے متواتر وظیفہ دیتی رہے گی تاکہ وہ اپنی تعلیم مکمل کر سکے۔

کیس سٹڈی

نام: صائمہ منظور

والد کا نام: منظور

عمر: 17 سال

بہن بھائی: 4 بہنیں، 1 بھائی

پتہ: ریداں، ضلع، بہاولپور

صائمہ منظور بستی ریداں میں پیدا ہوئی تھی۔5 سال قبل اس کے والد انتقال فرما گئے اور گھر کا تمام مالی بوجھ والدہ پر آ پڑا۔اس کی والدہ گھاس کاٹ کر اور کڑھائی کر کے اپنا اور بچوں کا پیٹ پالتی ہے۔

وہ چار بہنیں ہیں اور تمام سکول جاتی ہیں اور چھٹی جماعت میں پڑھتی ہیں۔جب صائمہ نے پانچویں جماعت کا امتحان پاس کیا تو اس کی والدہ نے مالی مشکلات کی وجہ سے اسے سکول سے نکال لیا۔تاہم 4 سال بعد اسے اطلاع ملی کہ حکومت سکول جانے والی بچیوں کو وظیفہ دے رہی ہے۔اس پر 4 سال بعد 2016 میں صائمہ اپنی تعلیم کو دوبارہ جاری کر سکی۔وہ وظیفے کی رقم سے سکول کے اخراجات پورے کرتی ہے۔سکول کی پرنسپل اور ٹیچرز بھی اس کی مدد کرتی ہیں۔اس کی خواہش ہے کہ حکومت وظیفے کو جاری رکھے تاکہ وہ بڑی ہو کر ٹیچر بن سکے۔

کیس سٹڈی

نام: ارم عباس الرزاق

والد کا نام: عباس الرزاق

عمر: 11 سال

جماعت: 7

بہن بھائی: 4 بہن بھائی

ارم عباس الرزاق گوٹھ گھنی میں پیدا ہوئی تھی۔اس کے چار بہن بھائی ہیں۔اس کے والد پیدائشی بیماری کی وجہ سے فالج میں مبتلا ہیں۔ان کا چائے کا کھوکھا ہے جو وہ گھر سے چلاتے ہیں۔تاہم چائے کے اسٹال سے اتنی آمدنی نہیں ہوتی کہ گھر کے اخراجات پورے ہو سکیں۔ارم ساتویں جماعت میں پڑھتی ہے اور اس کے تعلیمی اخراجات اس کے خاندان کے لئے برداشت کرنے مشکل ہو گئے ہیں۔حکومت کی طرف سے سکول جانے والی لڑکیوں کو دیئے جانے والے وظیفے کی بدولت ارم کو اپنی تعلیم جاری رکھنے میں مدد مل رہی ہے۔اب وہ اپنے تعلیمی اخراجات آسانی سے برداشت کرنے کے قابل ہے۔وہ بڑی ہو کر ٹیچر بننا چاہتی ہے۔وہ حکومت سے اپیل کرنا چاہتی ہے کہ تعلیم مکمل ہونے تک وظیفے کو جاری رکھا جائے۔

اسلام آباد:
#98، گلی نمبر 5، ایم پی سی ایچ ایس، ای-1/11، اسلام آباد
ٹیلی فون: 3011-12 216-51-92+
ٹیلی فیکس: 3013 216-51-92+
ای میل: islamabad@sparcpk.org

www.sparcpk.org